صفر بارِ دوش
ترتیب و تحقیق
اقبال

94321

صفر بارِ دوش

(صفر پر نظمیں)

پیش خدمت ہے **کتب خانہ** گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب ۔
پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے
https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share
میر ظہیر عباس روستمانی
0307-2128068

ترتیب و تحقیق

غضنفر اقبال

صفر بارِ دوش و صفر کوہِ ریگ

انا آسماں امتحاں لام الف

(سلیم شہزاد)

صفر بارِ دوش

ترتیب و تحقیق

غضنفر اقبال

کاغذ پبلشرز

زبیر کالونی، ہاگرگا کراس، رنگ روڈ، گلبرگہ ۵۸۵۱۰۴ (کرناٹک)

© انجینئر خرم عماد سہر وردی (دبئی)

نام کتاب	:	صفر بارِ دوش (صفر پر نظمیں)
ترتیب و تحقیق	:	ڈاکٹر غضنفر اقبال
سرورق / اسکیچ	:	رؤف صادق (ممبئی)
کمپوزنگ	:	باسط فگار
موسم اشاعت	:	اپریل ۲۰۱۰ء
صفحات	:	۱۸۴
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
قیمت	:	۲۰۰ روپیے
طباعت	:	ڈیجیٹل آفسیٹ پرنٹنگ پوائنٹ، گلبرگہ
اہتمام	:	توفیق اسد تماپوری، محمد ریاض الدین مومن
ناشر و تقسیم کار	:	کاغذ پبلشرز، زبیر کالونی، ہاگرگا کراس، رنگ روڈ، گلبرگہ (کرناٹک)

Sifr Bar-e-Dosh (Peoms)

Compilation & Research

Dr. Ghazanfar Iqbal

Year of Publication 2010

Price 200/-

Publisher & Distributor

KAGHAZ PUBLISHERS

Zubair Colony, Hagarga Cross, Ring Road,

Gulbarga - 585 104,

Karnataka State, Cell No. 09945015964

انتساب

وہاب عندلیب صاحب

اور

حامد اکمل صاحب

کے نام

غیرِ حیرت ہے خبر اس آئینہ رو، کی کسے

راز کے پردے میں جس کی خامشی آواز ہے

(ولی اورنگ آبادی)

وقت ساکت و صامت، صفر فاصلے سارے

جبرئیلؑ کے حق میں فخر چوبداری ہے

(اقبال خسرو قادری)

ہے صفر کہ..............!

غضنفر اقبال

حیاتِ انسانی اور علم ریاضی میں صفر کی معنویت غیر معمولی ہے۔ صفر کے بغیر ان شعبوں میں کسی قسم کے کام کا تصور محال ہے۔ صفر کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ہندسے کے بعد ایک صفر کے اضافہ کرنے یا ہٹانے سے اس ہندسہ کی قدر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ تاریخ امین اور شاہد ہے کہ صفر کی ایجاد ہندوستانی ریاضی دانوں نے کی تھی۔ صفر اعداد کی افزائش کرتا ہے۔ اس کے بغیر علم ہندسہ اور الجبرا کا وجود ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا استعمال لامتناہی جہتوں کی طرف ہوتا ہے۔

صفر، فکر اور فلسفہ کا تصور بھی پیش کرتا ہے اور مثبت و منفی عوامل تلاش کرتا ہے۔ ساری دنیا کے علم اعداد اور علم ریاضی کے ماہرین اور دانشوروں نے اپنے اپنے طور پر صفر کی آفاقیت و اہمیت پر تو اظہارِ خیال کیا ہے لیکن اُردو کے چند ایک شعراء نے صفر کو موضوع بنا کر شعری زبان میں جو اظہار کیا ہے اس کی بات ہی کچھ اور ہے۔ مرزا غالب کی ایک مشہور رباعی کے آخری دو مصرعوں میں صفر کی عظمت کا بیان ملتا ہے۔

یہ دی جو گئی ہے رشتہ عمر میں گانٹھ
ہے صفر کہ افزائشِ اعداد کرے

اُردو نظم نگاری میں ہیئت و تکنیک اور موضوعات کی تلاش اولین شعرائے عظام کے یہاں بھی

ملتی ہے۔ جدید شاعروں نے نظموں میں علامت نگاری کو توسیع دی ہے۔ اُردو کے مختلف نظم نگاروں نے صفر کی افزائش اپنی شاعری میں مختلف رنگ و روپ میں کی ہے۔ کیونکہ صفر سب کی قیمت بڑھاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر سحر سعیدی ۔

سب کی قیمت بڑھاتا رہتا ہے

کب کسی سے بھی کھائے مات صفر

راقم الحروف نے اُردو نظم نگاری میں ہوئے تجربوں کو دیکھتے ہوئے مناسب جانا کہ ''صفر'' پر تحقیقی میدان میں ایک تجربہ کیا جائے۔ میں نے اپنے طور پر کچھ نظمیں جمع کرلیں۔ خیال ہوا کہ اور بھی شعراء سے صفر کے موضوع پر نظمیں لکھوائی جائیں۔ میری خواہش پر سخنوران اُردو، اور نو وردان بساط شاعری ''صفر'' پر ہم کلام ہوئے۔ اس طرح سے نظموں کی کتاب ''صفر بارِ دوش'' کی ترتیب عمل میں آئی۔

لفظ ''صِفر'' فارسی میں اور لفظ ''صِفَر'' اردو کو برتتے ہوئے شعراء نے فکر انگیز نظمیں کہیں ہیں۔ اس موضوع پر کثیر نظمیں نظم کرنے والے سخن گو انور سلیم وہ واحد شاعر ہیں۔ جنھوں نے اپنی نظمیہ شاعری میں صفر کو خصوصیت کے ساتھ برتا ہے۔ ان کی پہچان صفر کی نظموں کی وجہ سے قائم و دائم ہے۔ ''صفر بارِ دوش'' میں ایسی نظمیں بھی انتخاب کا حصہ بنی ہیں جس میں ''شونیہ'' استعمال ہوا ہے۔ بعض نظموں میں شاعر نے صفر کا استعمال ہی نہیں کیا ہے۔ مگر نظم کی فضا، خیال اور بین السطور میں صفر کا احساس ہوگا۔

''صفر بارِ دوش'' کے کلام بلاغت اور فصاحت سے مندرجہ ذیل نکات نکل آتے ہیں۔

- صفر پر یہ نظمیں اپنے اندر کثیر معنی اور کثیر جہت رکھتی ہیں۔ اس میں انسانی زندگی کی عظمت بھی برقرار ہے۔

- صفر پر یہ نظمیں زندگی کے اطراف گھومتی ہیں۔ زندگی مختلف قسم کے عیش و عشرت کے سامان مہیا کرتی ہے مگر آخر میں صفر ہی رہ جاتی ہے۔

- صفر پر یہ نظمیں زندگی کے ابتدائی ایام سے شروع ہو کر یادوں کا دامن تھام لیتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ عمر کے آخر پڑاؤ پر حضرتِ انسان صرف یادوں کے سہارے ہی اپنی زندگی تمام کرتا ہے۔

- صفر پر یہ نظمیں آپسی رنجشوں اور چشمک کا آئینہ پیش کرتی ہیں کہ انسان کسی بھی حال میں خوش نہیں رہتا اور اختلافات اُس کی گھٹی میں شامل ہوتے ہیں۔

- صفر پر یہ نظمیں خود شناسی کی جستجو و تلاش کرتی ہیں کہ خود میں ڈوب کر زندگی کا سراغ پا سکیں۔
- صفر پر یہ نظمیں خدا کی وحدانیت کی متلاشی نظر آتی ہیں کہ صفر کی آگہی کا گیان انسان کو مل جائے تو وہ دھنوان ہو جائے گا۔

- صفر پر یہ نظمیں گزری ہوئی زندگی کا احتساب کرتی ہیں کہ جستجو ہم نے جس کی کی تھی اُس کو نہ پا سکے بس صفر ہی رہ گیا ہے۔

- صفر پر یہ نظمیں اُردو نظمیہ شاعری کا ایک تجربہ ہیں جس میں شعراء کامیاب و کامران نظر آتے ہیں۔

بر سبیل تذکرہ تحریر کیے دیتا ہوں کہ افسانے میں بھی صفر کے موضوع پر ڈاکٹر رشید جہاں، کلام حیدری، انل ٹھکر اور پیغام آفاقی کے افسانے اور حضرت یوسف ناظم کا انشائیہ صفر بھی غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔
اکتشافی تنقید کے بنیاد گزار پروفیسر حامدی کاشمیری نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

''یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے شعراء کو صفر پر نظمیں لکھوانے کا اہتمام کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مجوزہ نظمیں کلام موزوں کی ذیل میں نہ آجائیں۔''

باذوق قادری ہی بتا سکتا ہے کہ ''صفر بارِ دوش'' کی نظمیں کلام موزوں کی ذیل میں چلی گئی ہیں یا اور کچھ ہوگئی ہیں۔ ''صفر بارِ دوش'' باب نظم میں ایک قدم ہے۔ اردو نظموں میں صفر کی حیثیت دوچند ہوگئی ہے ممکن ہے آنے والے وقتوں میں سخنورانِ اُردو، صفر کی معنویت اور آفاقیت پر مزید توجہ دیتے رہیں گے اور اسے خوب سے خوب تر استعمال کرتے ہوئے اُردو نظمیہ شاعری کے آفاق روشن کریں گے۔

بقول احمد مشتاق۔

موسم کا کوئی محرم ہو تو اس سے پوچھوں
کتنے پت جھڑ ابھی باقی ہیں بہار آنے تک

●●

صفر ہی صفر

تاثرات

● سقراط

میری دانش اور حکمت کی بنیاد میرا ایقان ہے کہ میرا سارا علم انجام کار 'صفر' کے برابر ہے۔

● کیرو

صفر سے مراد ہے لامتناہی سلسلہ گویا کائنات کا سلسلہ جو محدود اور لامتناہی دونوں ہی صورتوں میں موجود ہے۔ یہ بظاہر مہمل لیکن درحقیقت معنی خیز ہے۔ اس سے نفی، محیط، حدود، افلاس و محرومی، لامتناہی، عظمت، اختصار کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا دائرہ ہے جو محیط کے لحاظ سے لامتناہی اور اس کا مرکز ایٹم ہے۔

● سید حیدر رضا

صفر کا دائمی تصور ہے اور یہ ہندوستان کی ایجاد ہے۔ اگر آپ مجھ سے اس کی تشریح کرنے کو کہیں تو میں معذرت کرتے ہوئے کہوں گا کہ میرے لیے اپنے اس Concept کی توضیح پینٹنگ کے علاوہ کسی اور میڈیم میں ممکن نہیں ہے میں صرف پینٹنگ کی صورت میں ہی ''شنیہ'' کی مصورانہ تشریح کر سکتا ہوں (مصوری ترسیل کا اعلیٰ وسیلہ رضا ، ملاقاتی پلوی گپتا)

● فراق گورکھپوری

صفر کی ایجاد ہندوستان میں ہوئی اور صفر کا ایک پورا ہندوستانی نظریہ یہاں مرتب ہوتا گیا۔ پھر عربوں نے جب صفر کا تصور ہندوستان سے حاصل کیا تو انھوں نے عربی نظریے کے مطابق صفر کے معانی مرتب کیے۔ عربوں سے جب یورپ میں صفر کا تصور پہنچا تو مغرب کے مزاج نے اس تصور کی آب یاری کی اور مغرب میں اس کی نشو ونما مختلف شکل میں ہوگئی لیکن یہ اختلافات صفر کی انتہائی داخلی معنوں میں

ہوئے۔ ورنہ عملی ریاضی میں ہندوستان، عرب اور مغرب میں صفر ایک ہی طرح کا کام کرتا رہا ہے۔

- **مغنی تبسم**

صفر کا تصور مابعد طبعیاتی، صوفیانہ یا ویدانتی نہیں بلکہ طبعی دینوی اور ارضی ہے اس تصور میں زندگی کی لایعنیت کا احساس بھی شامل ہے۔

- **عصمت جاوید شیخ**

صفر کسی ہندسہ کے بغیر صفر ہی رہتا ہے چاہے اسے لامتناہی بار استعمال کیا جائے لیکن اگر اس سے پہلے کوئی ہندسہ ہو تو تبھی اس سے افزائش اعداد ممکن ہے۔

- **احمد ہمیش**

صفر فلسفہ اور ریاضی دونوں سطح پر ہندوستانی فکر کی ایجاد ہونے کے باوصف ازل و ابد، ہستی اور نیستی بلکہ انتہائی مثبت اور انتہائی نفی کا تصور ہے، صفر تلاش ناتمام ہے۔

- **اختر یوسف**

صفر یعنی زیرو یعنی شونیہ ایک ہی لفظ مختلف زبانوں میں لیکن شونیہ میرا خیال کہ ادائے مطلب کے لیے زیادہ کارگر......! صفر اور زیرو بھی ٹھیک ہیں لیکن ہوا یہ کہ ان کے استعمال کو یوں بالکل عام سا بنا دیا گیا کہ ان کی مخصوص اہمیت معدوم سی ہوگئی۔ وہ یوں کہ عام طور پر کسی طالب علم کو امتحان میں اس کے جواب پہ محض صفر یعنی زیرو مل جاتا ہے۔ یعنی جواب سراسر غلط ہے۔ بول چال میں بھی اکثر لوگ کہہ جاتے ہیں بھائی جدوجہد اور محنت تو بہت کی لیکن نتیجہ صفر یعنی زیرو نکلا۔ یا کسی طالب علم کی بابت کہا کہ وہ پڑھنے لکھنے میں بالکل زیرو ہے تو اب اس سے ہوا یہ کہ صفر اور زیرو بالکل چالو اور چلت زبان کے زمرے میں آگئے وہ اس طرح کہ یہ دونوں Failure یا ناکامیابی کے مترادف ہو گئے۔ جب کہ صفر صحیح معنی میں شونیہ کے مترادف ہے۔ جن کی فلسفیانہ توضیح اور تفسیر میں اشوگھوش اور ناگ ارجن پیش پیش رہے۔

شونیہ کا اس صفر یا زیرو سے کوئی تعلق نہیں جو عام بول چال میں دھڑلے سے استعمال کیا جاتا ہے شونیہ اپنے آپ میں ہمہ جہتی ہونے کے علاوہ نہایت گہرائی اور گیرائی کی علامت ہے۔ پھر بھی شونیہ

ناقابل تشریح ہے۔ وہ یوں کہ یہ ادراک کے چہار زمروں سے بالاتر ہے۔ اور مزید فکر کو اگر راہ دیجئے تو دیکھئے کہ ساری دنیا ہی کسی قسم کی تشریح سے پرے ہے۔ یہ اگر بے وجود ہے تو ناموجود بھی نہیں پھر یہ کہ جو مطلق اور غیر مشروط ہے وہ لاتشریح ہے کیوں کہ یہ مافوق اور فائق ماورائے مقررات ہے۔

لہٰذا کسی بھی قسم کے ادراک کا زمرہ اُس کی تشریح نہیں کرسکتا ہر شئے شونیہ ہے۔ جو ظواہر ہیں وہ ''سوابھاؤ شونیہ'' ہیں یا قطعی سچائی سے محروم دوسری طرف قطعی سچائی ''پرپنچ شونیہ'' ہوتا ہے جو کسی بھی قسم کے تعدد سے ماورا ہے۔

مختصر یہ کہ شونیہ کا معاملہ بہت گمبھیر فلسفیانہ جہتوں کا حامل ہے جسے ہم شونیہ کہتے ہیں۔ وہ 'مایا' اور پھر 'لیلا' بھی ہوسکتا ہے۔ شونیہ مایا، لیلی اور پرپنچ شونیہ..........

لہٰذا ہر شئے شونیہ ہے..................!!

● ادیب سہیل

مجھے پاکستان کے سابق وزیر اعظم حسین شہید سہروردی کی وہ بات یاد آئی جاتی ہے جب برطانیہ نے نہر سوئز میں ٹنٹا کھڑا کیا تھا اور عرب ممالک مہر برلب تھے اس وقت روس نے برطانیہ کو ایسا کرنے سے روکا تھا۔ اسی وقت سہروردی نے کہا تھا کہ عرب ممالک کی قوت صفر + صفر + صفر ہے۔

● جاوید ناصر

صفر کی اپنی کوئی قدر نہیں لیکن جب وہ کسی ہندسے سے یا عدد سے متعلق ہوتا ہے تو اُس ہندسے کی تقدیر بدل جاتی ہے اور کبھی کبھی وہ بیشتر قیمت بھی بن جاتا ہے۔

● سلیمان اطہر جاوید

صفر........ بظاہر ایک بے حقیقت اور بے حیثیت وجود! لیکن یہی بے حقیقت وجود کسی ہندسے کے دائیں سمت آجائے تو اُس ہندسے کی تقدیر روشن ہوجائے اور یہ وجود دو چار مل کر کسی ہندسے کا ساتھ دیں تو وہ لاکھوں، کروڑوں کے وارے نیارے ہوجائیں۔

صفر سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم متحد ہو کر کسی کا ساتھ دیں تو اس کو کہاں سے کہاں، بلندیوں

تک پہنچادیں، صفر کسی کی ایجاد ہو اور کہیں ایجاد ہوا ہو لیکن صفر کی ایجاد انسانی زندگی اور تہذیب کا ایک انقلاب آفریں موڑ نہ ہوتا تو آج ہماری زندگی معاشرت اور تہذیب خود صفر ہو جاتی۔

- **وھاب عندلیب**

صفر قدیم ہندوستانی سائنس کی دین ہے جس کی ایجاد کا سہرا پانچویں صدی عیسوی کے ماہر فلکیات آریا بھٹ کے سر ہے۔ جنھوں نے شونیہ یعنی صفر کو روشناس کیا بعد ازاں ہندوستانی ماہر ریاضیات بھاسکر (۱۱۸۵ ۔ ۱۱۱۴ء) نے بھی اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ موجودہ اعداد کا اعشاریہ نظام اور صفر کا استعمال ہندوستان سے شروع ہوا۔ عربوں نے اسے ہندوستان سے حاصل کرتے ہوئے معنویت عطا کی۔ عرب الفرازی نے آٹھویں صدی عیسوی میں ''ہندوسدھانتا'' کا عربی میں ترجمہ کیا اور نویں صدی عیسوی میں محمد بن موسیٰ الخوازمی نے ہندوستانی گنتی کے نظام پر عربی میں کتاب لکھی۔ مغرب نے بھی اس کی آب یاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

صفر تنہا کچھ بھی نہیں ہے اس کی اہمیت عدد کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر وہ بھی عدد سے پہلے ہو تو بات بنتی ہے۔ عدد کے بعد صفر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی گویا صفر کے دو رخ مثبت اور منفی ہوتے ہیں۔ کسی شخصیت کو عدد کے بغیر 'صفر' سے منسوب کریں تو اس کی ہستی معدوم ہو جاتی ہے۔ مگر عدد کے بعد اس کے اضافے سے دس گنا قیمت بڑھ جائے گی جتنے صفر اضافہ ہوں گے اتنی ہی قیمت وقوت بڑھتی جائے گی۔

- **رؤف صادق**

صفر چاہے وہ استعاراتی یا علاماتی نظام کے تحت آئے یا موضوع کے سیاق وسباق میں، بہرحال فن کاروں کے لیے ایک چیلنج ہی ہوگا۔ کیونکہ صفر اپنے آپ میں ایک معنوی وسعت رکھتا ہے اور خصوصاً یہ ریاضی کی اہم شناخت ہے اس کے بغیر ریاضی کا وجود ہی نہیں اور صفر اپنے اسی وجود سے انصاف کا متقاضی ہے۔

●●

اللہ

حامد اکمل

زمیں تا عرش ہے
اک عرصہ لا
نہیں میں
اور کچھ
بس اک صفر ہوں
اِلٰہ
تو محیطِ کل
بجز تیرے نہیں
معبود کوئی
حقیقت عبد کی جب تک
نہ وا ہو
عرصہ لا طے نہ ہوگا
صفر...... یونہی تعینِ قدر میں بھٹکا کرے گا
زمیں تا عرش ہے اک عرصہ لا

●●

اللہ

جاوید ندیم

یہ شرشٹی (کائنات)

وقت (لمحے، دن یہ رات)

ذی نفس و بے نفس

کچھ نہیں تھا، کچھ بھی نہیں

یعنی کیول شونیہ تھا

شونیہ تھا یعنی صفر

ماسوا اُس کے مگر!

وہ چھپا تھا آپ میں

یعنی اپنی ذات میں

(جیسے سورج رات میں)

اُس نے پھر جب کن کہا

اور خلائے تار میں

اک صفر روشن ہوا

اُس سے پھر کتنے صفر

قرطاس اسود پر بنے

ان میں اک دھرتی بھی تھی

یعنی یہ میری زمیں

اُس نے دھرتی کو مری

آب کی سوغات دی

آب سے دی زندگی

زندگی کو آب دی

اُس کی حکمت یا ہنر

زندگی کا ہر صفر

ہوتا رہا پیہم فزوں

آنکھ ہے حیرت سے وا

عقل ہے ششدر مری

ابتداء اور انتہا

تھی صفر اور ہے صفر

یعنی سب فانی ندیم

وہ مگر قائم، قدیم

ذات ہے اس کی عظیم!

اللہ

مسعود سراج

تجھ سے
کوئی نسبت کیا ڈھونڈوں
سوچ رہا ہوں
تو خالق
تو مالک
تو پالنہار
میں بندہ (حقیر و ناتواں)
عاجز
مجبور
گنہگار
تو کل
اور
میرا حاصل
صفر ہے
تجھ سے
کوئی نسبت کیا ڈھونڈوں

●●

اللہ

حمید سہروردی

صبح کی اولین ساعتوں میں
میری سماعت میں
اللہ اکبر کی آواز گونجتی رہی
میں تیرا بندہ ہوں
میری بندگی تیرے لیے
میں تجھے آکاش اور پاتال میں
ڈھونڈتا ہی رہا
میرا سفر در سفر
تیرا وجود اوّل تا آخر
میں تو صفر ہی صفر
تو کہ موجود ہے
شش جہات میں
اللہ اکبر اللہ اکبر

●●

میں نہیں میں نہیں
تو ہی تو
ہر جگہ تو ہی تو
میں تو عاجز و معذور بندہ تیرا
میں نہیں میں نہیں
تو ہی تو
تو کہ معبود ہے
مری شہ رگ کے قریب
میں کہیں بھی نہیں
صفر ہی صفر
تو تو موجود ہے
ازل تا ابد

●●

ﷺ

علیم صبانویدی

صفر میں
صفر تم
صفر تھے سب کے سب
صفر تھی ابتداء
صفر تھا آسماں
صفر تھی یہ زمیں
صفر تھی چاند تاروں کی یہ روشنی
صفر تھا یہ سمندر مچلتا ہوا
صفر تھیں کوہساروں کی اونچائیاں
صفر تھیں پھول پتوں کی یہ ڈالیاں
سبز موسم، بہاریں، خزاں صفر تھی
صفر بادل تھے، سرمست برساتیں تھیں
صفر تھے دو جہاں

دو جہانوں کی تہذیب بھی صفر تھی

اور

اس صفر سے

نور کا ایک پیکر منور ہوا

حاصل کائنات

دو جہانوں کو تابانیاں مل گئیں

آدمیت کی سچائیاں مل گئیں

وقت تہذیبی قدروں سے واقف ہوا

ذہن و دل میں تجلی مہکنے لگی

آرزوؤں میں پاکیزگی آ گئی

نیکیاں وسعتوں کی ہوئیں ہم سفر

اس سفر کا تھا منظر بڑا دیدنی

صفر ظاہر میں شیر خدا بن گیا

اہل فہم و فراست میں نور ہدیٰ بن گیا

●●

اختر صادق

صفر ایک ہندسہ
اور ایک عدد بھی لیکن
قصہ کچھ یوں ہے کہ یہ
عدد میں کے خالی مقام کو
پر کرنے کے لیے
دریافت ہوا ہے!
مگر اس دریافت سے
سنا ہے
کرۂ ارض کے سارے پیسے والے
بڑے خوش ہیں!
کہ ان کی تجوری میں موجود
روپے پیسوں کے آگے
جتنے صفر ہوں گے

وہ اتنے ہی بڑے دھنی کہلائیں گے!

لیکن

قسمت کا مارا ایک طالبِ علم

ہر امتحان میں ملنے والے

ان صفروں سے

بڑا پریشان ہے!!!

●●

اختر یوسف

رات بھر اک سلگتا ہوا جسم اندھے سے کونے میں اک ٹوٹ کر اپنے اندر سے خود سے چھوٹ کر
ریزہ ریزہ سا ہو کر بکھرتا رہا، موم کا درد بن کر پگھلتا رہا
خواب کے الجھے دھاگوں کو آنکھوں کی پلکوں سے چوکس بنا دھیرے دھیرے
کترتا رہا...... تیز پلکوں کی نوکیں انہیں ہلکے ہولے چبھوتا رہا
رات بھر اک سلگتا ہوا جسم جلتا رہا اور چٹختا رہا
موم کا درد بن کر پگھلتا رہا
ریزہ ریزہ سا ہو کر بکھرتا رہا
رات بھر آسمانوں کی ساری طنابیں، سکڑ کر کہیں اینٹھ کر جانے کس خوف سے
اپنے مرکز سے خود چھوٹ کر
ٹوٹنے کے عمل میں پریشاں رہیں
اور پاتال کے سب سمندر کنویں گھور سنکٹ کے مارے سہم کر، کہیں بچ نکلنے کی جلدی
میں بس
ایک ہی پل میں اپنے ہی گھڑیال کے ہو گئے
رات بھر، اک سلگتا ہوا جسم...... جلتا رہا
موم کا درد بن کر پگھلتا رہا

اور جب
وہ عمل سے گذر کر......کئی سورجوں کی چمک پر چڑھا
ایک نقطہ بنا......تو پھر، یہ ہوا کہ
کہیں کچھ نہیں تھا...... یہاں اور وہاں
صرف......وہ تھا
فقط......ایک نقطہ
صفر...........
شونیہ...........
نقطہ...........
صفر...........

●●

اسد ثنائی

صفر میں

صفر تو

صفر سارا جہاں

صفر شانِ ازل

صفر جانِ ابد

کون کہتا ہے وقعت نہیں صفر کی

یوں اگر دیکھے

سیکڑوں صفر مل کر بھی

اک ہندسہ بن نہ پائیں

مگر

صفر ہی

ابجدی حسن کی آن ہے

صفر کی فکر میں ڈوب جاؤ اگر

ہوں گی یوں منکشف

صفر کی عظمتیں

ہندسہ کوئی ہو

صفر کا لاحقہ

ہندسے کا مقدر بدل دے

جسے صفر کی آگہی مل گئی

بے گماں وہ زمانے کا دھنوان ہے

●●

اسلم مرزا

بہت سہل تھا
برگِ آوارہ سا
دوش پر میں ہواؤں کے بہتا چلا جا رہا تھا
نئے لطف کی چاندنی
روح میں گھل رہی تھی
مگر
یہ تو منزل نہیں
میرا حاصل، مرا مدعا تو نہیں ہے
جہاں دوش پر میں
ہواؤں کے
پہنچا ہوں آخر

●●

اطیب اعجاز

حیثیت اس کی کوئی کیا جانے
یہ ہے اک دائرہ
مگر اس کی
وسعتیں
کوئی کیا بتائے گا
جس کے آگے ہو وہ پریشاں ہے
جس کے پیچھے ہے یہ وہی جانے
اہمیت اپنی وہ جتائے گا
اپنی قسمت بھی خود بتائے گا
وہ کوئی اور تو نہیں
جس کو
ہر کوئی جانتا ہے صدیوں سے

نام ہے صرف اس کا ''صفر'' مگر
صفر کی آج حکمرانی ہے
صفر جب تک نہ آئے محفل میں
بے سکونی کی حکمرانی ہے
اس لیے
فکر میں ہے سارا جہاں
گر نہ آئے تو صفر کیا ہوگا............؟

●●
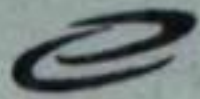
افتخار امام صدیقی

زمیں ہوں میں، اب مجھے صفر کر دے
قیامت تک مجھے، خضر کر دے
صفر تھا میں، اور
صفر ہی رہوں گا، کیوں کہ
ماہ و سال کوئی بھی عدد
اہمیت نہیں دے رہا مجھے
حالانکہ میں۔ ایک قوت بھی ہوں
کوئی عدد مجھ کو
جس قدر چاہے
اپنے آگے رکھتا چلا جائے
خوابوں خواب، پھر
عملی طور پر
میں
زمیں تا فلک

پھیلتا چلا جاؤں گا

میری یہ قوت

میرے ہی لیے صفر ہو گئی ہے

فخر ہے مجھے کہ،

ازل سے پہلے، خدا اور میں

تنہا تھے

ابد کے بعد بھی

خدا اور میں

حیثیت کو تسلیم کیا ہے

خدا نے

صفر ہے یہ کائنات

میرے بغیر

کیوں کہ میں

انمول...... صفر ہوں

میں نہیں تو روپیہ

بے قیمت ہی رہے گا

●●

اقبال خسرو قادری

وجودِ محض کی تنہا اکائی سے
عدم کے صفر تک
ہر ہندسے کے در پہ دستک دو!
کبھی اس مرتبہ کی ہی طرح
شاید غلط ترتیب میں خوابیدہ مل جاؤں
ابھی
میں اپنی مصنوعی خرد
دانشوری اور فلسفوں کے
کچھ کھلونے ڈھالنے میں
رات دن
بے انتہا مصروف ہوں

●●

اقبال خسرو قادری

اس عہد انحطاط کے
مصلحت پرست دماغوں میں
سچ کی تلخیوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ مفقود
جھوٹ کی وقتی لذتوں کو ہضم کرنے کی طاقت نابود
اعتراف شکست کی اخلاقی جرأت
نہ حصول فتح کا ظرف اور صلاحیت
نہ صف آرائی کا طریقہ!
نہ عذر لنگ کا سلیقہ!
حق جوئی کا فاتر العقل سپاہی
چاروں کھونٹ گھوم گھوم کر
کبھی کا حواس باختہ ہو چکا
اپنی صفر در صفر دیوانگی کی چھاؤں میں
بے سدھ سو رہا ہے

●●

اقبال خسرو قادری

پاس کیا؟ دور دور کچھ بھی نہیں
نہ تخیل کے کچے رستوں پر
دبے قدموں کی آشنا آواز
نہ تصور کے شیش محلوں کی
منتظر کھڑکیاں کرم گستر
سانس کی رہ گزر پہ دور تلک
گرد کا رقص بھی نہیں امشب!
کھلی پلکوں میں قید حس بصر
ریشہ و رگ، حواس، خون کا گنجان دشت
ساکت ہے/لمس، مفلوج
نطق، بے آواز/ بے معانی ورد س
پند بے تاثیر/لفظ کا جسم ہے حروف نبود
کذب مبہوت!/کائناتی صداقتیں گم سم!
میری دنیا کی ہر اساسی حس
کون لمحے کے انتظار میں ہے؟
مجھ میں موجود صفر کا ہالہ
ماورائے عدد حصار میں ہے

اقبال مسعود

صفر ہے شمس، صفر قمر یہ کائنات اک صفر

صفر ہوں میں، صفر ہو تم، تو یہ حیات اک صفر

زمیں صفر ہے اور ایک صفر کے آس پاس

گھومتی ہے رات دن

صفر سمجھ لو زندگی، تو ہر خوشی ہے اک صفر

گزارنا ہے زندگی تو سمجھو غم کو اک صفر

زمیں گولہ آگ کا، کہاں گئی وہ حدتیں

یہ سرد کیسی ہو گئی، یہ کیسے ہو گئی صفر

ہر ایک نغمہ، ہر صدا، سماعتوں سے دور ہے

ہر ایک دعائے نارسا

یہ شہر ہے کہ دشت ہے

عجیب ہے یہاں فضا

دعا صفر

فضا صفر

یہاں وہاں، اِدھر اُدھر

جدھر بھی جاؤ خوف ہے

ہر ایک راہ پر خطر

ہر ایک چہرہ پر شکن کہ جیسے زندگی تھکن

نڈھال ہے ہر ایک فرد کہاں گیا وہ بانکپن

نہ شوخیاں ہیں حسن میں

نہ تازگی ہے پر اثر

چمن چمن ہے بس صفر

نہ منزلوں کا کچھ پتہ

نہ رہزن، نہ راہبر

ہر ایک ڈگر ہے پر خطر

ہر ایک قدم ہے بس صفر

ہے دن کی لاش دوش پر طلوع ہوتی ہے شب اگر

جنازہ اُٹھا چاند کا

تو شمس نے کہا سحر

ہے شب کا خوف شمس کو

تو دن کو ہے قمر کا ڈر

ہے رات بھی یہاں صفر

ہر ایک دن یہاں صفر

حیات بھی یہاں صفر

●●

اکرام باگ

انجام کار
صفر صفر ہوتی جاتی
دھندلاتی کائنات
چار سو فضائے بسیط میں
ان گنت اعداد کے ہوئی ندامت
لڑکھڑاتے ہچکولے کھاتے
آخر کار
اب کہاں ہے وہ جام ہدایت
اب کہاں ہے وہ رخش خمار
سب غلط
وفا صفر جفا صفر
ہر جذبہ صفر
زندگی تو ان سنی سی اک حکایت
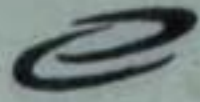
اکرم نقاش

کینوس پر
کچھ سیدھے
آڑھے ترچھے خط
کھینچے ہیں کسی نے
کتنی شکلیں
اور شبیہیں
اس میں رکھ چھوڑی ہیں
ان میں کوئی عکس تلاشوں
شکل کو ڈھونڈوں
اس کوشش میں
جانے کتنے لمحے
دن اور سال
نہ جانے کتنی صدیاں
بھینٹ ہوئیں

کتنے یگ قربان ہوئے
اور یہ حسرت
کتنی صدیاں
کتنے یگ پھر مانگ رہی ہے
کوئی
اس کوشش میں خود کو
تنکا تنکا جمع کرے ہے
کوئی
اس حسرت کو مسلسل
صفر سے ضرب دیتا جائے ہے

●●
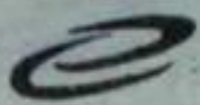
امیر حسن

وہ ایک ہے
ایک
اس کے ساتھ تم کتنے ہی
صفر لکھ دو
اور لکھتے رہو
یہاں تک کہ قیامت آ جائے
اس کی گنتی پوری نہیں ہو گی

●●

انور سلیم

صفر تھا تو نور تھا
صفر کا پھر دائرہ
نور مرکز بن گیا
دائرے بنتے گئے
صفر اندر صفر بھی بنتے گئے
اور بکھرتے بھی گئے
صفر کی تجسیم بھی ہوتی گئی

زینہ زینہ
صفر کی تکمیل بھی ہوتی گئی
گو صدائے کن کہیں ٹھہری نہیں
کب تلک؟.................. معلوم کس کو!
طئے ہے لیکن
جب دھواں چھا جائے گا
دائروں میں
پھر سمٹ جائیں گے صفر
روشنی میں کچھ نہائے
کچھ اندھیرے کی غذا
نور والا دائرہ اپنی جگہ

انور سلیم

ہوا ہے تاک میں
کہ کب گھروندا بنے
اور وہ بجائے ڈنکا
اپنی نصرت کا
مگر اب
گھروندے کی جگہ
حصار آہنی ہوگا
ہوا پھر لاکھ اپنے پنجے گاڑے
وہ پاگل بھینس کے مانند
مارے سینگ
وہ اپنے بازوؤں کو آزما بھی لیں
ہوں میں بھی صفر
مگر
اس وقت تک نہیں
جب تک
ہوا کے صفر کو
میں آشکارا کر نہ دوں

انور سلیم

حنوطیت کے کاروبار میں محو
آج کے فراعین
اپنے اپنے اہراموں میں
اپنے ہی اعضاء کو کاٹ کاٹ کر
رکھ رہے ہیں
شاید اسی عمل میں
وہ صفر سے باہر آنے کی
جستجو میں لگے ہوئے ہیں
ہزاروں سال بعد
وہ سڑے گلے اعضاء کے ساتھ
جب باہر نکلیں گے
تو انہی کے اصفار
ان کے استقبال کو کھڑے ہوں گے

انور سلیم

ایک آہٹ
ایک دستک
ایک سایا
پھر کوئی جھونکا ہوا کا
دیکھنے والوں نے دیکھا
اور کیا کیا
میں نے تو محسوس کیا ایسا کہا
رشتۂ بے نام جیسا
اک کرشمہ ہے صفر کا

انور سلیم

رات کے پہاڑ پر چڑھنا
بدن کا
ایسا
جیسے یگ کی بات
کوئی انگلی پکڑے نہیں
پگڈنڈی خود تلاش میں ہے
اگر ہتھیلی مانع ہے
تب...........
سب کاوشیں صفر

●●
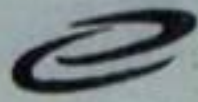
باسط فگار

مجھ کو صفر جان کر
اُس نے نکال پھینکا
میں اک تنہا دائرہ
ایک ایک کر کے
جب مجھ سے سارے ہندسے
جڑتے چلے گئے
پھر میں ہر ہندسہ کی وقعت کو
بڑھاتا گیا
انا کی آگ سے پاک
تب بھی میں صفر ہی تھا
اب بھی وہ مجھ کو
صفر ہی جانتا ہے
گر وہ اپنی انا کو صفر کر لے
تو جان لے
صفر کی کیا ہے قیمت
یہ وہی صفر ہے
جو دنیا کو علم دیتا ہے

پرتپال سنگھ بیتاب

تمام دروازے میری دستک پہ کھل گئے ہیں
مگر میں دہلیز پر کھڑا ہوں
میں اس عمارت تک آتے آتے بدل گیا ہوں
وہ شئے کہ جس کی تلاش مجھ کو گھما رہی ہے
یہاں نہیں ہے
کہ بالکل ایسی ہی اک عمارت کو چھوڑ کر میں
چلا تھا اک دن
صفر سے چل کر صفر تک آنا
نہیں نہیں یہ بھی کوئی انجام ہے سفر کا!
سمٹ نہ پاؤں گا اب کہ میں تو
بکھر چکا ہوں سفر کے دوران
ریگزاروں سہانے دریاؤں وادیوں میں

تنہا تماپوری

عدد ہوں میں
صفر ہو تم
ہمارا ایک رشتہ ہے
مجھے بھی دس گنا آگے نکلنے کی ضرورت ہے
تمہیں بھی اپنی قیمت کو متعین کر کے جینا ہے
اکیلا ہو صفر
اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی
ضروری ہے عدد کے دائیں جانب
ہو مقام اُس کا
اگر بھولے سے بھی بائیں طرف
اُس نے قدم رکھا
تو قیمت کھو گئی اس کی
عدد ہوں میں صفر ہو تم
ہمارا ایک رشتہ ہے
میری دائیں طرف تم کو
مقام اپنا بنانا ہے

توفیق اسد تماپوری

میں کہ ایک نقطہ ہوں
سارا جہان صفر ہے
صفر ہی صفر
یہاں سے وہاں تک
وہاں سے یہاں تک
ازل سے ابد تک
کوکھ سے گور تک
صفر ہی صفر ہے
میں کہ اک نقطہ ہوں

جاوید ندیم

وہ اکیلا تھا
اُس نے اپنے آگے صفر رکھا
اور پھر
صفر سے صفر خلق ہوتے گئے
اور ہم نے جانا
کہ وہ بے حدود و بے حساب ہے

●

کل
جب میں تم سے نہیں ملا تھا
تو صفر تھا
تم سے مل کر آج بھی صفر ہوں
کہ تم خود ایک صفر ہو!

●●

جاوید ندیم

مجھ سے پہلے ہر صفر صفر تھا
میرے بعد ہر صفر کی قدر دس گنا بڑھ گئی ہے
یا پھر
ہر صفر میری قدر بڑھا رہا ہے
اور یہ سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے!

●

صفر کو صفر سے ضرب دیں
جمع کریں یا تقسیم
سب کا حاصل صفر ہے!
یہ دنیا جو پہلے صفر تھی
آج بھی صفر ہے
کہ دنیا میں،
دنیا کا جمع، نفی
ضرب، تقسیم
سب کا حاصل صفر ہے!

●●

جبار جمیل

بظاہر ادنیٰ سا دائرہ ہوں
مجھے صفر نام دینے والا
کوئی ادنیٰ بشر نہیں تھا
میرا خالق صفر نہیں تھا
کارگاہِ خدائے قدوس کا
وہ اک بے مثال پرزہ
تھا، جس کی تخلیق آج دنیا
پہ حکمراں ہے

جلیل تنویر
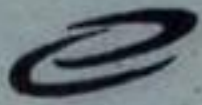
ازازل

سبک تر دائروں میں محبوس
اتھاہ ظلمتوں میں
زمیں تا فلک
اجنبی ساعتوں، اجنبی راستوں پر
نفس نفس پریشاں
بے یقینی ہر طرف
نہ زمیں اپنی اور نہ فلک اپنا
سب لگے صفر صفر سا
اور دھند لگے دھند لگے شش جہت
کوئی شئے روشن نہیں
روشنی کا محض گماں
مجبور، محصور اور مقید

یہی ٹھہرا آخر مقدر
ہر نفس
جستجو میں پناہوں کی
بارِ صدیوں کا دوش پر لیے
سبک گام کبھی تیز
رواں ہے بے نام منزل کی اور

●●

جوہر تماپوری

میں ''صفر'' ہوں
تم سبھی ''اعداد'' ہو
تم کو یہ معلوم ہے کہ
کیا تمہاری قیمتیں ہیں
اور ''ضرب'' دینے پہ
تم کتنی بلندی پر چڑھو گے
اور کہاں تک جاؤ گے
یہ بھی تم سب جانتے ہو
کس طرح تقسیم ہو گے
کس قدر تفریق پھیلاؤ گے تم!!؟
میں ''صفر'' ہوں
یادرکھنا:
''جمع'' میں مضمر ہے سب کا اتحاد

ایک دوجے کی مدد میں ہے بلندی ''ضرب'' کی
بھول کر بھی تم کبھی
''تفریق'' اور ''تقسیم'' کے
گندے کنویں میں جھانکنا مت!!
میری یہ تاکید گر منظور ہو تو
میں تمہارے ہر عدد کی وہ
''اکائی'' بن سکوں گا
جو تمہاری قیمتوں کو دس گنا
اونچا اُٹھانے کا سبب بن جائے گی!!

●●

جینت پرمار

ایک قدیم نوٹ بک میں
کالی کالی چونٹی کے
ٹوٹے پاؤں کے دھاگے
میری زرد پلکوں پر
کس نے آکے چپکائے
پانیوں کو چھوتے ہی
مجھ میں ایک شجر مہکا
میرا میں
صفر چمکا
پیلی دھوپ کی گائیں
گھاس پیلے لمحوں کی
روز چرتی رہتی ہیں
ایک ایک قدم میرا

آسمان کا ٹکڑا

تیرتے سرابوں میں
خط سیاہ سورج کے
جب بھی دیکھتا ہوں میں
کچھ لکیریں پاتا ہوں
آر پار سانسوں میں
میں صفر کا حصہ ہوں
میں سفر کا قصہ ہوں

●●

حمید سہروردی

صفر

ایک

صفر صفر دو

صفر صفر صفر تین

صفر صفر صفر صفر چار

صفر صفر صفر صفر صفر پانچ

صفر صفر صفر صفر صفر صفر چھ

صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر سات

صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر آٹھ

صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر صفر نو

صفر ہی صفر

ہجوم صفر

تیرا اور میرا

حاصل ایک دائرہ

یا

ایک نقطہ

حنیف ترین

صفر سے چل کر
دوسیال راتوں میں جل کر
ممتا کے آنگن سے نکل کر
کلکاری سے بچپن کی بہل کر
کڑیل عمریں پا کر بھی
ہم سب کے سب
صفر تک اک دن آ جائیں گے
پھر یادیں بن جائیں گے

خدیجہ خانم

عمر کی ڈھلان پر
تھک ہار کر
بیٹھی ہے زندگی
حساب کرتی ہوئی
آخر میں
اندر باہر
بس ایک صفر
ہی بچا رہ گیا

●●

راج پریمی

نقش تمام صفر
نخلِ دوام صفر
اصلی مقام صفر
عشق ووفا ہے صفر
حسن وادا ہے صفر
یعنی حیات صفر
کسبِ ممات صفر
ہر روز رات صفر / ہر کائنات صفر
ہر ایک بات صفر / ظاہر میں بے زباں ہے
باطن میں مہرباں ہے / صفر کی داستاں ہے
محدود وبیکراں ہے / ارض وسماں ہے صفر
لوگو! کہاں ہے صفر؟ / نقشِ تمام صفر
اصلی مقام صفر/ صفر تمام صفر
صفر کے نام صفر/ صفر کے نام صفر

رزاق اثر شاہ آبادی

تاش کے باون پتوں کی طرح
آدمی تقسیم ہے
مختلف رنگوں کے نمبروں میں
چار مختلف سمتوں میں
ہر ایک رنگ کے ہیں چار مختلف نمبر
غلام بیگم بادشاہ
مختلف رنگوں کے نمبروں میں تقسیم ہیں عوام
صفر جوکر ہے
کسی بھی رنگ میں جا کے ملتا ہے
ہمیشہ فائدے میں ہی رہتا ہے
ایک نمبر کسی بھی رنگ کا ہو
کہیں بھی ہو
سبھی نمبروں کو کاٹتا ہے
غریبوں کا لہو چاٹتا ہے

ہر طرف یہی ہے دنیا کے جوئے خانے میں
وقت تماشائی ہے
چپ چاپ دیکھتا ہے
تاش کے باون پتوں کی طرح
آدمی تقسیم ہے مختلف رنگوں کے نمبروں میں
چار مختلف سمتوں میں
ہزار خطوں میں ہزار خانوں میں

●●

رفیعہ شبنم عابدی

ساحلوں پہ
دھوپ سینکتے ہوئے
برہنہ جسم
ریت ریت جذب
کتنی ان کہی کہانیاں
یہ فن کا قدرداں نگر
یہ فلم اور یہ پوسٹر
یہ آسماں سے چہلیں کرتی بلڈنگیں
یہ چاندنی میں نکھری نکھری پنج تارہ ہوٹلیں
یہ محفلیں، یہ مے کدے
دھنک دھنک سے آنچلوں میں رقص کرتی خوشبوئیں
یہ سرسراتی ٹائیاں
یہ جھلملاتی ساڑیاں
یہ جام، یہ سرورِ مئے
نشے میں گم ہر ایک شئے
یہ بھاگتی بسیں، یہ گرتے پڑتے راستے
یہ قہقہے لگاتی ریل گاڑیاں

سیاہ شیشوں والی کاریں، مسکراتی بائیکس
دلوں کے رشتے جوڑتی
موبائلوں کی یہ مدھر مدھر دھنیں
بریف کیس میں چھپے ہزار قسمتوں کے فیصلے
فائلوں میں بند کتنی روزیاں
دفتروں کی کرسیوں میں قید کتنی شوخیاں
یہ بھوک کو سلانے والے جھوٹے موٹے لنچ کے ٹفن
اُمید پر ٹکے ہوئے نہ جانے کتنے مسئلے
یہ خواب خواب سلسلے
زندگی سنوارنے کے کیسے کیسے مرحلے
مگر ہر ایک سمت، ہر طرف
ہزیمتوں کو مات دینے والے حوصلے
یہ ریل پیل، شور و غل
یہ ہاؤ ہو، یہ رنگ و بو
یہ سب حسیں سہی مگر
تباہیوں کی اک نظر اُٹھے اِدھر
تو کو بہ کو دھواں دھواں
قدم قدم، کھنڈر کھنڈر
ہر اک عدد، صفر صفر
ہر اک نشاں صرف 'لا'
فنا فنا فنا فنا !!

●●
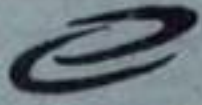
رفیق جعفر

جی ہاں میں صفر ہوں
معمولی صفر
بظاہر تو میری
نہ قدر ہے نہ قیمت
مری قدر کوئی جانے
تو عدد جانے
میری قیمت اگر کوئی جانے
تو وہ جانے
جو عدد کو جانتا ہے
وہی تو مجھے مانتا ہے
جی ہاں میں صفر ہوں
معمولی صفر
پر اک بات کہہ دوں

برا نہ مانو تو

کہہ ہی دیتا ہوں لو سن لو

بغیر میرے کوئی

لکھ پتی بن نہیں سکتا

یہ کاروبار زیست جو ہے

وہ چل نہیں سکتا

جی ہاں میں صفر ہوں

معمولی صفر

●●

رفیق سوداگر

صفر سے صفر کا ہے رشتہ حقیقی
ازل سے ابد تک صفر ہی صفر ہے
صفر معتبر ہے
صفر سے شروع ہو چکی زندگی ہے
مگر پھر
صفر پر ہی آ کر کھڑی ہے
صفر زندگی ہے صفر موت بھی ہے
صفر کی طوالت ہے حدِ نظر تک
صفر کی حقیقت بہت مختصر ہے
صفر سے صفر کا ہے رشتہ حقیقی
جو وہم و گماں ہے بہت غیر حقیقی
صفر سے بھی آگے صفر ہی صفر
ازل سے ابد تک صفر ہی صفر
صفر ہی صفر ہے

رؤف خلش

صفر سے لوگ آغاز کرتے ہیں
اور صفر پہ ختم ہو جاتے ہیں
درمیاں عمر کے فاصلے
گھٹتے رہتے ہیں پل پل
کون جانے
کوئی لمحہ ایسا بھی آئے کہ جب
قطرہ قطرہ لہو کا
فنا کے سمندر میں غرقاب ہو کر
سربلندی کے نیزے پہ
اک مشعل دل جلائے
موت کو زندگانی بنائے
اور اُسی ایک لمحے میں، ہم جان لیں
صفر کی کوئی قیمت بھی ہے!

رؤف خیر

عقیدے کی ضرب ایسی ہے
عدد بڑا بھی اگر ہو تو
صفر کرتی ہے

●

میں خالِ رُخ ہوں
حق میں ترے
چشمِ بد کے ساتھ
یہ صفر بھی
شمار میں رکھنا
عدد کے ساتھ

●

ملا تھا وقت ہمیں
"وقفہ صفر" کی طرح
جھجک جھجک کے ہم نے
یہ انمول پل ہی کاٹ دیا

●●
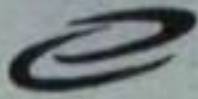
رؤف صادق

صفر

صفحہ قرطاس پر ایک نقطہ کی صورت
جلوہ فگن ہے
صفر اک خیال ہے
صفر اک گماں ہے
صفر اک یقیں ہے
صفر میں ہوں
صفر تم ہو
سورج زمیں چاند تارے
یہ ساری کائنات صفر ہے
یہ زندگی صفر ہے
صفر در صفر خدا ہے
خدا اک حقیقت ہے
جس کی کوئی شکل و صورت نہیں ہے
صفر ہی صفر ہے!
نور ہی نور ہے

رؤف صادق

کوئی یہ نہیں کہتا
تمہارے دُکھ مجھے دے دو
میرے سُکھ تم لے لو
اب یہ باتیں
کتابوں کے سنہری حروف بن چکے ہیں
اور انسانیت کے سارے رشتے ناطے
تقسیم ہو چکے ہیں
زمیں کی سرحدوں کی طرح
محبت ضرب سے کراہ رہی ہے
ہم سب جمع اور تفریق کے
چکرویو میں پھنسے
رفتہ رفتہ صفر ہو رہے ہیں!

رؤف صادق

بچوں کی کتابوں کا حساب
اسکول کی فیس
بیوی کے چند حسین خوابوں پر
ضرب کے نشان
ماں کی دوائیں
ڈاکٹر کی فیس
آٹے کا دال کا بھاؤ
روزمرہ کا خرچ
قرض داروں کی لسٹ
اور کتنے ہی مسائل
پیپر ویٹ کے نیچے دبے ہوئے
کاغذوں پر لکھے تھے
پنکھے کی تیز ہوا میں پھڑ پھڑا رہے تھے
اور پیپر ویٹ
ایک وزن دار
صفر کی شکل وصورت میں ڈھل چکا تھا!

●●

رؤف صادق

ایک گھمسان کا رن پڑا ہے
دوڑتے ہوئے حواس باختہ گھوڑے
تلواریں ۔ بندوقیں
بموں کے دھماکے
شہر در شہر
گاؤں اور گاؤں
سارے سماج میں
سوچ میں
فکر میں
ایک خوں ریز رن پڑا ہے
لوگ جسموں کے اندر
اتنے کٹ پھٹ چکے ہیں
کہ اپنی شناخت بھی کھو چکے ہیں
انسانیت تقسیم ہوتے ہوتے
صفر ہو گئی ہے
یہ کیسا عجب خواب تھا!

رؤف صادق

صفر + صفر = صفر

صفر - صفر = صفر

صفر × صفر = صفر

صفر ÷ صفر = صفر

زندگی کا حساب جوڑتے جوڑتے

حاصل ہوا ہے صفر!

●●

رئیس الدین رئیس

با حوصلہ تھا میں مری ہمت نہ تھی صفر
اے میرے ہم نشیں مری الفت نہ تھی صفر
پھر کیسے تو نے جانا مرا رابطہ صفر
پھر کیسے تو نے مانا مرا مدعا صفر
پھر کیسے تو نے سمجھا مرا واسطہ صفر
پھر کیسے تو نے مانا مرا حوصلہ صفر
ہمت نہ تھی صفر مری طاقت نہ تھی صفر
اے میرے ہم نشیں مری الفت نہ تھی صفر
کس نے کہا یہ تجھ سے ہے دل لگی صفر
کس نے کہا کہ پیار کی ہے ہر خوشی صفر
کس نے کہا امنگ ہے چاہت بھری صفر
کس نے کہا کہ پیار کی ہے زندگی صفر
وعدے صفر نہ تھے مری چاہت نہ تھی صفر
اے میرے ہم نشیں مری الفت نہ تھی صفر

گر تھیں صفر جو مجھ میں تو تھیں دل کی نفرتیں
گر تھیں صفر جو مجھ میں تو تھیں دل کی وحشتیں
گر تھیں صفر جو مجھ میں تو تھیں جگ کی بدعتیں
گر تھیں صفر جو مجھ میں تو تھیں جھوٹی تہمتیں
مری نظر میں پیار کی عزت نہ تھی صفر
اے میرے ہم نشیں مری الفت نہ تھی صفر
باندھے جو میں نے تھے وہ ارادے نہ تھے صفر
تجھ سے کیے ہوئے مرے وعدے نہ تھے صفر
دل میں محبتوں کے اُجالے نہ تھے صفر
یہ میرے سچے پیار کے قصے نہ تھے صفر
کرتا تھا جو میں تیری عبادت نہ تھی صفر
اے میرے ہم نشیں مری الفت نہ تھی صفر

●●

ساجد حمید

مصور آ

مرے اندر اتر جا

کھنڈر آنکھوں کو تھوڑی زندگی دے

ذرا دیکھوں کہ کتنے رنگ باقی ہیں

مصور آ

مرے اندر اتر جا

مجھے لے چل ہوا کے ساتھ ساتھ

فلک کی سیر کرنے کو

بہت جی چاہتا ہے

مصور آ

مرے اندر اتر جا

لہو میں خواب پھیلا

جو حقیقت روپ ہوں

جیون ضرورت ہوں

مصور آ

مرے اندر اتر جا

وقت کو تحلیل کر

شونیہ کے اسرار سے پردہ ہٹا

مصور آ......

●●

ساحل تماپوری

عظیم تر ہوں

میں صفر ہوں

تمہارا کیا ہے؟

تمہاری قیمت کی ایک حد ہے

مجھے خدا نے بنایا بے حد!

ستیاپال آنند

اوڈومیٹر پر سرکتے

نیچے سے اوپر کی جانب

اپنی بیگانہ روی سے

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے نمبر مجھے یہ

برملا کہتے ہیں اب چوتھا صفر آنے کو ہے، اور

میری منزل

اس سے آگے ہے، مجھے

اس بات سے آگاہ کرنے کی سعی میں یہ صفر چوتھا بھی جیسے

ایک میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے

اِک چھیاسٹ (۶۶۔۱)

سے مرا ایکزٹ مجھے اب

روٹ سترہ پر بچھی سڑکوں پہ لے آتا ہے، مجھ کو

ایک سے اب سات تک چلنا ہے، اس کے

بعد ایکزٹ آٹھ لے کر دائیں مڑ جاتا ہے، کالج

پاس ہی ہے

مائیکرو چپ کی یہ قدرت ہے کہ انساں
''ہندسہ'' سا بن گیا ہے
فاصلوں کے اشتہا انگیز لقموں کو نگلتی
دوڑتی کاریں، جو خود بھی ''ہندسہ'' ہی ہیں اور اپنے مالکوں سے
ہندسوں میں بات کرتی ہیں، سبھی سڑکیں
زباں دانی کی ماہر ہیں، مگر جب بولتی ہیں
ہندسے ہی بولتی ہیں
لوگ ابجد کی زباں اب کھو چکے ہیں
اب اُنہیں لگتا ہے جیسے اُن کی منزل
اوڈومیٹر پر لکھی ہو
اور جب اک دن صفر اُن کو بتائے گا کہ رستہ کٹ گیا ہے
تو یقیناً اپنی منزل ڈھونڈ لیں گے
صفر سے اب کیا مفر ہے؟

●●

سردار سلیم

آپ اپنی ہی گہرائی میں
غرق ہوتی ہوئی
کائنات
میرے اندر کے انسان کو
یوں کچوکے لگاتی ہے
جیسے
کوئی صفر کو صفر سے ضرب دے
اور بے حاصلی کے تکدر کو
سینے سے چمٹائے
اک گورکن کی طرح
آپ اپنی لحد کھودنے میں مگن
نطق احساس کہتا ہے یہ
کائنات
اور میں
دونوں خالی ہیں
دونوں ادھورے
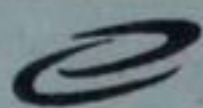
سلیم شہزاد

شہر الٹے قدموں

کالے غاروں، کالے جنگلوں کی سمت
واپس جا رہا ہے
جنگلوں سے شہر تک صدیوں پہ پھیلا فاصلہ
اب الٹے قدموں کے سفر میں گھٹ گیا ہے
میں جنوں جولاں
صفر صحرا کی وسعت میں اکیلا
الٹے قدموں میں چلوں
تو ابتدا اور انتہا کے فرق سے
واقف نہ ہو پاؤں
کہ میں اک نقش بر دیوار
دھیرے دھیرے جس کی سب لکیریں مٹ رہی ہیں
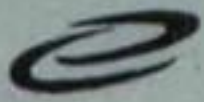
سلیم محی الدین

اپنے اندر کا صفر
کاغذ پہ آ کر ہو گیا ہے
اس طرح سے مختصر
اپنی آنکھوں پر یقیں
مجھ کو بھی آتا نہیں
دھوپ میں اپنی انا کی
مرجھائے سے رشتے ہیں کچھ
سرسوں صفت کچھ لہلہاتی شفقتیں
کچھ خواب بنتی انگلیاں
تعبیر کی کچھ سلوٹیں
کچھ علم کی درباداری
جہل کی دانستہ صحبت
قہقہوں کی بارشیں
کچھ آنسوؤں کی آہٹیں

ہر صبح کی رعنائی ہے
ہر شام کی تنہائی بھی
ہر دن کوئی سورج نیا
ہر دن نیا کاغذ کوئی
ہر دن نئی ہے روشنی
اپنے اندر کا صفر
کاغذ پر آ کر ہو گیا ہے
اس طرح سے مختصر
اپنی آنکھوں پر یقیں
مجھ کو بھی آتا نہیں

●●

شاہ حسین نہری

''میں'' ایک نقطہ ہے

نقطہ صفر ہے

نقطہ ہے بے سمت

(فرض ہم نے یہی کرلیا ہے)

یہ نقطہ اگر پھیلتا جائے گا

تو حاصل جو ہوگا، وہ ابعاد ہیں

اور ابعاد باوصف وسعت

وجودِ انا کی نفی ہیں

مگر.........غالباً

بات صرف اس قدر ہی نہیں ہے

●●

شاہد عزیز

تمہیں تو کچھ بھی پتہ نہیں ہے

سفر کہاں سے شروع ہوا تھا

وہ نقطہ اب تک ملا نہیں ہے

مگر میں تم کو بتا رہا ہوں

کہ پہلا انسان میں تھا جس نے

صفر سے آگے سفر کیا تھا

کہ مجھ سے پہلے

ہماری دنیا میں کچھ نہیں تھا

ہوا کی چادر بچھی ہوئی تھی

غبار اندر غبار

سورج دبا ہوا تھا

زمین پیاسی تڑپ رہی تھی

کسی کو کچھ بھی خبر نہیں تھی

کہ وقت کیسے رُکا ہوا تھا

نہ کوئی صورت

کسی بھی صورت کو جانتی تھی

کہ بے نام سایوں کا ایک سلسلہ تھا

تو میں نے ہر شئے کو نام دے کر

اُن کا رتبہ بڑھا دیا تھا

صفر سے آگے کا راز

سب کو بتا دیا تھا

مگر وہ نقطہ نہیں ملا تھا

جہاں سے میں نے

سفر کیا تھا

●●
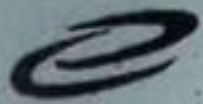
شائستہ یوسف

مہکتی ڈالیوں سے بھرپور
پیڑوں کے بدن!
حسین پگڈنڈی
ہنستا ہوا پل
بولتا سناٹا
گنگناتے سائے
اور فضاؤں سے لپٹی چٹانوں نے
چاند کی مسکان کو مدعو کیا
اور ہر بدن چاند کے بدن میں
ڈھل گیا
بادلوں کی ڈولیاں
حادثوں، ماتم و الم کو اپنے میں سمیٹ کر
حاملہ ہوئیں
تماشہ گر کے قہقہے جذبہ خوشی کو

لوٹنے لگے
لیکن پتوں میں آگ لگ گئی
بین کی صدا پر رقص کرتی ناگنیں
تھک گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے بے بسی کا سماں
سوگوار ہو گیا
سارا عالم رونے لگا
چاند سے اترنے والا ظلم کا دیوتا
صور پھونکنے لگا
پیڑ ندیاں پہاڑ کھلکھلاتی وادیاں
اور خوشنما بدن
سب کے سب جانور بن گئے
اور چاند کے پنجروں میں
ماتم زدہ موسیقی بکھری
تمام جانور چاند میں مقید ہو گئے
پھر چاندنی کو موت آ گئی
سارے بدن فنا ہو گئے
زمین پر صرف سائے رہ گئے

●●

شبنم سبحانی

ہم سفر! آج کیوں ہم صفر ہیں
اک زمانہ تھا خودنگر تھے
اپنی قیمت کی ہم کو خبر تھی
اپنے محور کا ہم کو پتہ تھا
اب ہیں ہم اور گدائی کا کشکول
اور مغرب کے صدہا نظریات
جن کے سر پیر سے بے خبر ہم
خوش کہ سرمایہ ہاتھ آگیا ہے
ان کی تشریح وتوضیح کر کے
چاہتے ہیں کہ سب ہوش کھودیں
سب کے سب راہ اپنی گنوادیں
یہ جنون محاکات مغرب
ایسی پستی میں لایا ہے ہم کو
اپنے سارے خزانے لٹا کر
آج ہم بس صفر رہ گئے ہیں

●●
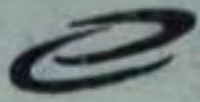
شہنشاہ مرزا

کتے کے بارے میں سوچیں
کتا کیوں ہے؟
کتا کیا ہے؟
کتا کیوں بھونکا کرتا ہے؟
حلق میں اس کے کیا کوئی بھونپو سا لگا ہے؟
چھوڑو،
اس کے بارے میں سوچیں
وہ بالکل کتے جیسا لگتا ہے
کتے ہی کی طرح
بھونکا کرتا ہے
کبھی جو کچھ بھولے سے کہہ دو
بچوں کی طرح رو دیتا ہے
اچھا اپنے بارے میں کیوں نہ سوچیں
ہم کیوں ہیں؟
ہم کیا ہیں؟

کیوں ہر دم اترایا کرتے ہیں؟

آخر کس پر پھول رہے ہیں؟

لوگ ہمیں قابل کہتے ہیں

ہم کو لیکن کیا آتا ہے؟

سوچو،

شونیہ کے آگے کیا ہے؟

شونیہ

اور شونیہ ہی شونیہ

لیکن ان باتوں سے کیا ملتا ہے

ملنے کے بارے میں سوچیں

کیا ملتا ہے

کیا کھوتا ہے

ملنے اور کھونے کے بیچ میں کیا ہے؟

بیچ کو چھوڑیں

سرے کو دیکھیں

مگر سرا کہاں ہے؟

ڈر لگتا ہے

اچھا ڈر کے بارے میں سوچیں

ڈر کیسا ہے؟

ڈر کس کا ہے؟

ڈر کا کارن کوئی خدا ہے؟

چلو خدا کے بارے میں سوچیں

خدا ہمارا کیا لگتا ہے؟

اس کا سر اور پیر کہاں ہے

خدا تو بس آکاش ہے

اچھا یہ آکاش کیا ہے

نیلا نیلا رنگ بھرا ہے

اور آکاش میں دھرا ہی کیا ہے

خدا کا اس آکاش سے کیا رشتہ ہے

خدا کوئی بے بس جذبہ ہے

سو جاؤ

کہ نیند سے بڑھ کر

کوئی خدا کا روپ نہیں ہے

مگر بھلا یہ نیند کہاں ہے؟؟

●●

صابر

خراشوں سے رستا لہو جم چکا ہے
ابھی ہڈیوں میں ہے باقی مگر
میٹھی میٹھی کسک
زرد بیمار آنکھوں کو گھیرے ہوئے دائرے
کچھ زیادہ ہوئے سرمئی
رات بے خواب ہے
رات بے کیف ہے
رات سورج کے پرتو سے جل جائے گی
بیرکوں میں معلق سیہ لوح پر
صبح امکان کی روشنائی کے قطرے
چھلک جائیں گے
اک صدا، اک فغاں
مرحبا، مرحبا
الاماں، الاماں

کٹ گئیں کالی گوری صلیبوں کی بانہیں

مہ و سال تھے جن کی بدبو سے نالاں

وہ مکروہ، بے ڈول، بد جانور

مزبلوں کے تعفن کا حصہ بنے

ساعتِ خوش گماں چند قدموں پہ ہے

سرسراتی ہوئی آہٹیں

جیسے سنگیت کے سارے سر جانتی ہیں

سرورِ خوش آہنگ پر سر دھنو

الٹی گنتی گنو

سارے اعداد کے پیرہن نوچ لو

از زمیں تا فلک

صفر کا راج پھر لوٹ آنے کو ہے

●●

صابر فخر الدین

صفر سے
ابتدا ہوتی
جو دنیا کی
تو اس کا انت بھی
ہوتا صفر ہی

●

عدد کچھ
اس طرح کے
سامنے ہیں
جن کا حاصل
بس صفر کے
اور کیا ہے

●

صفر ایسی

حقیقت ہے

کہ اس سے

چشم پوشی

کارے دارد

کی علامت ہے

●

کرچیاں کرچیاں

زندگی ہے مگر

ہاتھ میں

آئینہ ہے

صفر کا

●

مری سانسوں کی دنیا میں

صفر کی

حکمرانی ہے

ابھی تک

●●

صادق

زمانہ پوچھتا ہے جب
کہ تو ہے کون؟
تیری ذات کیا اوقات کیا ہے؟
تو بڑے گمبھیر لہجہ میں
وہ کہتا ہے
صفر ہوں میں
فقط ادنیٰ سا اک نقطہ
وہی ناقص نشاں
جو دوسروں کی قدر و قیمت تو بڑھا سکتا ہے
لیکن خود سدا بے حیثیت گزران کرتا ہے
کہ جس کے روز و شب
نان و نمک کی جستجو میں جیتے مرتے
خوں پسینہ ایک کرتے ہی گزرتے ہیں

صفر ہوں میں
میرا شجرہ
صفر ابن صفر ابن صفر ابن صفر ہے
صفر کا رنگ، اُس کی نسل
اُس کی قوم یا اُس کا قبیلہ
ملک و مسکن کچھ نہیں ہے
اگر ہو بھی تو یہ سمجھو
صفر ہے

●●

صادق کرمانی

زندگی ایک ادھوری نظم
قلم ٹھہرا ہوا ایک خیال
وجود جیسے ایک الجھا ہوا فلسفہ
عمر ڈھلتی ہوئی شام
سوچ تیرتے ہیں صفر
میں کہ بس ایک صفر
ایک صفر
ایک صفر!!
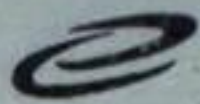
ظہیر رانی بنوری

صفر تھی یہ دنیا صفر ہی رہیگی

محمد کو لانے کا مقصد تھا رب کا

اسی واسطے رب نے دنیا بنائی

آدم کو بھیجا اور حوا بھی آئی

تو ظاہر ہے پہلے یہ دنیا نہیں تھی

نہ تھی شکل کوئی صفر ہی صفر تھی

یہ جو کچھ بھی اب ہے وہ کچھ بھی نہیں تھا

کہ جو کچھ بھی اب ہے وہ کچھ نہ رہے گا

کہ مابعد ابد پھر یہ دنیا نہ ہوگی

فنا ہوگا سب کچھ یہ دنیا مٹے گی

صفر تھی یہ دنیا صفر ہی رہیگی

یہ مرضی ہے رب کی یہ اس کی خدائی

صفر تھی یہ دنیا صفر ہی رہیگی

عبدالاحد ساز

نہیں نہیں یہ کیا کرتے ہو!
اس کی شخصیت کے ''سم ٹوٹل'' میں سے
یوں نہ گھٹاؤ۔
آفس۔ کپڑے۔ بیوی۔ فلیٹ
حاصل کیا ہے؟
گنتی گنتی گھٹ جائے گا
گم ہو جائے گا بے چارہ
رہ جائے گا ایک صفر
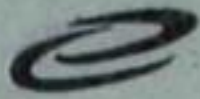
عبدالرشید تشنہ تماپوری

تمہیں دیکھ کر سوچتا ہوں

تم عدد ہو یا صفر؟

اعشاریہ کے بعد یا پہلے

●●

عبدالقادر انور شوراپوری

وجود کے دن

عمر صفر............

ابتداء تعلیم کی

ملازمت کے قبل تھا

تجربہ صفر............!

پھر صفر............عمر بھر

کبھی دائیں............

کبھی بائیں............

کبھی اِدھر کبھی اُدھر

چھایا رہا صفر کا ڈر

کبھی حاصل

کبھی نتیجہ............صفر

آ گیا وقت اجل

پھر ہو گئی

زندگی صفر............!
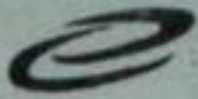
غلام احمد شکیل تماپوری

میری قسمت میں تو صرف
تقسیم ہی لکھی ہے
جب میں پیدا ہوا
ماں باپ سے تقسیم ہوا
پھر میری اکائی شادی پر تقسیم ہوئی
پھر بچوں میں تقسیم ہوا
میں صفر تھا پھر بھی تقسیم ہوتا ہی رہا
اور حاصل تقسیم صفر ہی ہے
مجھ ایک صفر کو کتنی بار تقسیم ہونا پڑے گا؟؟

غلام دستگیر شیخ

میں جو نہیں ہوں
تو بھی نہیں ہے
ہاں صفر ہوں میں
میری بھی قیمت نہیں ہے
کہیں سے تو آجا
جلوہ دکھا جا
کرم کرنے والے تو آجا
تو آجا
جھلک اپنی قیمت کی
تو تو دکھا جا
نیندوں میں تیری ہی
یادیں بجی ہیں
خوابوں میں تیرا ہی

چہرہ بسا ہے

بائیں سے میری قیمت گھٹی ہے

دائیں سے میری ہمت بڑھی ہے

تو آئے تو

تیری بھی میری بھی

قیمت بڑھے گی

تو آجا تو آجا

صفر کی تو

قیمت جگا جا

میں جو نہیں تو

تو بھی نہیں ہے

ہاں صفر ہوں میں

میری بھی قسمت نہیں ہے

●●

فاروق راہب

برہنہ محسوس کرتا ہے خود کو
جب کہیں سے صدا نہیں آتی
اپنے ہی تنگ دائرے میں خالی سا
سناٹے کی وسعتوں میں کھویا
بے پر خواہشوں کا اضطراب
اسے لرزاتا ہے
مگر ٹوٹنے نہیں دیتا اُمیدوں کو
کیوں کہ اپنے وجود اور بے وجود کے بیچ بھی
وہ موجود ہوتا ہے
اعداد اُس کے حسن سے منور ہیں
اُن کی دائیں جانب کھڑا ہو کر
انھیں درخشانی اور بلندیاں بخشتا ہے
اس کی لمبائی کے بڑھنے سے

ان کی قدر اور اہمیت بھی بڑھتی ہے
اور اُس کے اچھل کر بائیں آتے ہی
اعشاریہ کے ہمراہ انھیں بونا بناتا ہے
اپنی شناخت کے ذریعہ
آشنائی کے غم اور مسرتوں سے واقف کراتا ہے
یہ انوکھا بازی گر صفر،
اپنے ٹھہراؤ میں بھی
سدا متحرک ہے

●●

فضل افضل

صفر ابتدائے وجود و عدم
صفر کارنامۂ بیش و کم
صفر دیکھنے میں ہے اک دائرہ
مسلّم ہیں اُس کے حدود و قیود
کبھی ہے یہ آشفتگی سر بہ سر
کبھی ہے یہ آسودگی کا سفر
صفر تو ہے محدود اک دائرہ
مگر زندگانی کا ہے سلسلہ
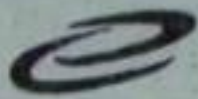
کرشن کمار طور

آج کہہ لوں جو مجھ کو کہنا ہے
مٹی کب اتنی مہلت دیتی ہے
جگنو کب کب
بھلا چمکتے ہیں
سرخ پھولوں کی رُت
سرِ شاخ امید
کتنی دیر رہتی ہے شاداب
رمِ خوشبو
پیکرِ یاد میں ڈھلتے لمحات
سچے شعر
وصلِ محبوب
خود کے ہونے کی اک عبث خواہش
سارے منظر
میری آنکھوں کی طرح
سنگ زر ہونے والے ہیں
صفر ہونے میں
دیر کچھ بھی نہیں

لطف الرحمٰن

بوڑھے گھنیرے پیپل کے نیچے

بیٹھے بیٹھے............ایک عمر گنوا دی اس نے

اسے نہ انکار ملا

نہ اقرار

گوتم بدھ کا سانحہ

ہر باطن کا المیہ ہے

لطیف

لہو میں پوشیدہ نقشے
خلش میں ڈوبے ہوئے
محوِ حیرت!
ان صدموں کے
حاملہ چہروں پہ عاجز
نقطے
ظلمت وقت میں نمایاں ہوئے
زندگی پھر یخ بستہ
نامرادی کے کھوکھلے قہقہے
کھلونے بن کے ٹوٹتے ہی رہے
سب کی آنکھوں میں اک منظر
کینوس پر کھینچی لکیروں میں
اک مصور کا خواب!
صفر ہی تھا!!

●●

لطیف

بابِ شب

یا

بابِ دل کھول

کر

صفر سے صفر تک

معدوم لاسفر میں

یا مجھ سے

میرے خوابِ جنوں کا

مفہوم نہ پوچھو!!

لطیف

دیکھو!

تم درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہو!

درخت کی شاخیں

ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں!!!

تمہیں نیند آ رہی ہے

ہوا کے ہلکے ہلکے ٹھنڈے

جھونکوں سے

تم ہوشیار ہو گئے ہو!!

آہ!

لیکن میں نے

خوابوں کے

اس جھرمٹ میں

صفر لگا دیا ہے!!

مجید بیدار

صفر کی قدر تھی کسی زمانے میں
آج
کسی کینسر کے مریض کی طرح گھلتا جارہا ہے

●

صفر کسی وادی کا باسی نہیں
لیکن اسی صفر سے وادیاں آباد ہیں

●

صفر جب صفر سے ملا
کوئی مطلب برآمد نہ ہوا
صفر کی عدد سے ملاقات
سانحہ بن گئی

●

مسرت اور بصیرت کے دروازے پر
صفر منتظر ہے امید فردا کا

●

بھوک اور پیاس کا ازالہ
صفر کے سنگ ممکن ہے
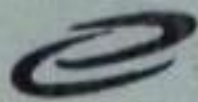
محمد اعظم شاہد

ظاہر و باطن الگ الگ
''نہیں'' کی ذلت و پھٹکار
اور پھر
''ہاں'' کی منزلت و دلار
سے آشنا
خالی خالی سا پیکر
مگر
اپنے تھکے ماندے وجود سے
قدآوروں کی صف میں
ہولے ہولے
جب بھی شامل وہ ہوتا ہے
انہیں باوقار، بااختیار بناتا ہے
اپنے ملال کا احساس کب رہا

وہ تو بس

دوسروں کی سرخروئی کا پاسباں رہا

پستی پہ نالاں ہیں

ہستی پہ نازاں ہیں

جسے بے کار سمجھتی ہے دنیا

وہی پیکار کار بن کر

ہر قوت کو تقویت سے جوڑ کر

اپنے عجز میں مگن

برتری کے کھیل تماشے سے بے نیاز

صفر اپنے جہاں میں

جینے جئے جانے کی راہ پر گامزن ہے

کچھ بھی نہیں کبھی

اور

سب کچھ وہی کے درمیاں

کیا کچھ کہتا ہے

وہ بے آواز سہی

بیگانوں کی آواز ہے

صفر! شاید یہی ترا اعجاز ہے

محمد عبدالمقتدر تاج

زماں نہیں زمیں نہیں

صفر صفر صفر

وہی زماں وہی زمیں

خدا خدا خدا

فلک مٹے ملک مٹے

صفر صفر صفر

وہی فلک وہی ملک

خدا خدا خدا

نہ کوئی ازل نہ کوئی ابد

صفر صفر صفر

وہی ازل وہی ابد

خدا خدا خدا

مکیں تباہ مکاں تباہ

صفر صفر صفر

جو فنا نہ ہو سکے کبھی

خدا خدا خدا خدا

فنا ہے تخت و تاج بھی

صفر صفر صفر صفر

بقا ہے جس کو دائماں

خدا خدا خدا خدا

●●

محمد یوسف عثمانی

نصف صدی پہلے جب
وقت صفر پر آیا تھا
شہنائی بجی تھی
پھر صور پھنکا تھا
اور قیامت آئی تھی
اخلاص و وفا کے پیکر سارے
مہر بہ لب تھے
نفرت کے مکروہ ہیولے
رقصاں تھے
خواب کی پریاں دہشت سے
دلوں میں چھپ کر بیٹھی تھیں
رفتہ رفتہ

خوف مٹا

گلشن پھر آباد ہوا

لیکن ڈر کے سائے منڈلاتے تھے

نصف صدی بیت چکی

وقت صفر پر پھر آیا ہے

منظر تھوڑا بدلا ہے

نئی صدی میں جانے والو

عزم یہ کر لو

توڑ کے اب زنجیر تعصب

تاراج شدہ اس گلشن کو

آباد کرو گے

محمود شاہد

صفر سے
انگنت صفر ہیں
صفر کے بطن میں
صفر کی پشت پر
صفر کے دوش پر / صفر ہے
یہ خلا / یہ فلک
یہ زمیں / یہ زماں
یہ فضا / صفر ہے
زندگی / آگہی
بندگی / صفر ہے
اور میں / صفر ہوں
صفر سے / صفر تک
سلسلہ / صفر کا
صفر کی حیثیت / صفر ہے

محسن جلگانوی

قرن ہا قرن سے
سمتِ لاسمت میں
ارض کا آسماں
وسعتیں، رفعتیں
اک خلا ہی خلا
جہتِ بے جہت تک
سنسناتا ہوا
غیر مرئی تجسس کا لمس انا
بے نشاں پیکروں کو بناتا، مٹاتا ہوا
روشنی
تیرگی
بحر و بر

سارے دشت وجبل

اور صحرائیاں مسترد

ڈوبتے اور اُبھرتے ہیولوں سے پھر

آڑی ترچھی لکیروں کا ایک دائرہ

دائرہ میں سمٹتا ہوا دائرہ

مختصر دائرہ

ایک ہیولہ ہوا

صفر کا

اور لمس انا

مطمئن ہوگیا

●●

مسعود سراج

منجم نے
مری تاریخ پیدائش اور نام بھی پوچھا
اور ان اعداد کو لیکر
جمع، تفریق اور تقسیم کر ڈالا
جو حاصل صفر نکلا
تو یہ پیش گوئی کی
بہت روشن ہے مستقبل
کوئی دشواری
کہیں راہ میں حائل نہیں ہو گی
زمانہ قدرداں ہو گا
اس واقعہ کو
پچیس برس گزرے
ابھی منتظر ہوں
کبھی ساعت کوئی ایسی نکل آئے
(مجھے تعبیر مل جائے)
جھلک اس کی ذرا دیکھوں
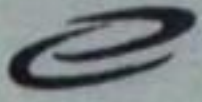
مسعود سراج

میرا وجودِ زندگی
صفر سے صفر تک
کا سفر ہے

●●
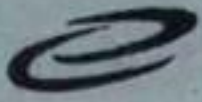
مسعود علی تمنا تماپوری

آغازِ سفر،

میل کے پتھر پہ کندہ

صفر!

اختتام سفر،

میل کے پتھر پہ کندہ

صفر......صفر!!

منزل......صفر!!!

●●

مصحف اقبال توصیفی

میں ایک نقطہ ہوں
اک ستارہ
جو تیری پلکوں کے آسماں پر
نہ جانے کب سے لرز رہا ہوں
میں ایک قطرہ
سمندروں کی بکھرتی موجوں کی ڈور میں
جانے کتنے موتی پرو گیا ہوں
میں ایک ذرہ
مگر یہ دھرتی یہ چاند، تارے
میں جن کا محور بنا ہوا ہوں
جو میری سمتوں میں بٹ گئے ہیں
میں ایک نقطہ۔ اگر میں پھیلوں
تو دشتِ امکاں کی وسعتیں تک محیط کرلوں
یہ سب زماں و مکاں کی دولت
میں اپنی مٹھی میں بند کرلوں!!

صفر
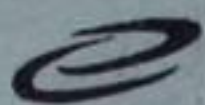
مصطفیٰ عادل

کبھی ترقی کا ضامن
کبھی زوال کا سبب
کبھی زحمت ہے یہ
کبھی راحت کا ساماں
یہ قطرہ کو دریا کر دے
دریا کو بنا دے قطرہ
کیا ہے یہ صفر...........؟
بس ایک خالی شئے
پھر بھی ہر سو اسی کی جئے
ہر کوئی چاہے
عدد بھلے ہی کم ہوں
پر بڑھے صفر کی تعداد
کیوں کہ
صفر بڑھیں تو بڑھتی ہے قیمت
صفر بنا عدد کی نہ وقعت کوئی
صفر میں چھپی ہر انساں کی چاہت ہے
ہر عدد پہ صفر کی بادشاہت ہے

مقبول احمد مقبول

مری زندگی کا سفر
صفر سے
ہوا تھا شروع
اسی راہ پر ایک مدت تلک
یہ میرا سفر یوں ہی جاری رہا
مجھے ہر کوئی صفر کہتا رہا
میری زندگی میرا طرزِ حیات
نہ بھاتا کسی کو
مرا مضحکہ لوگ اُڑاتے رہے
مجھے دیکھ اپنے پرائے سبھی
یہی بھپتیاں مجھ پہ کستے رہے
کہ یہ صفر ہے دیکھو یہ صفر ہے
صدا صفر کی سنتے سنتے
مرے کان پکنے لگے تھے —

کبھی خود کو بھی ہوتا محسوس یہ

کہ میں صفر ہوں واقعی صفر ہوں

یقیناً مری قدر کچھ بھی نہیں

مجھے ہر طرف

صفر ہی صفر آنے لگے تھے نظر

کبھی یہ بھی محسوس ہوتا مجھے

یہ عفریتِ صفر

کسی روز مجھ کو نگل جائے گا

میں مبہوت و گم صم و دہشت زدہ

اٹھاتا نظر آسماں کی طرف......اور

بڑی دیر تک دیکھتا اس طرح

کسی شئے کی جیسے ہو مجھ کو تلاش

وہاں بھی وہی صفر کا تھا ہجوم

جو آنکھوں کے رستے سے پلکوں پہ آ کے

ٹھہرتا جاتا تھا

حقیقت مری سب سے اوجھل رہی

یہاں تک کہ مجھ سے بھی

پھر ایک دن

ہوا یوں...... کہ میں

تھا دریائے فکر و تردد میں غرق

کہ پھر

یکا یک میں بھی ارشمیدس کی طرح

صدا ''پالیا'' کی لگانے لگا

سرورِ خوشی سے لگا جھومنے

کہ اب مجھ پہ روشن ہوئی تھی یہ بات

کہ میں صفر ہوں واقعی صفر ہوں

مگر صفر وہ

جو آتا ہے دائیں طرف ہندسے کے

●●

مناظر عاشق ہرگانوی

پاس ہی لیٹی ہے
معصوم جوانی
آسمان کو جانگھوں میں دبائے ہوئے
اس کے صفر میں
بے جان سا بچہ
ڈھلنے ہی والا ہے...........
اور دیکھتے ہی دیکھتے
ٹہنیاں چڑیا ہو گئیں
چڑیا ہوا ہو گئی
ہوا سمندر ہو گئی
سمندر بادل ہو گیا
بادل اس لڑکی کے حمل میں
صفر بن گیا..........

صفر میں رینگتا ہوا وہ بچہ

خلا کے اُس پار

آسمانی کانچ کی

کھڑکی کھول کر

جھانک رہا ہے

آج کا میں............

اکیسویں صدی میں

پنکھ جہاں جکڑ گئے ہیں

یا ٹوٹ کر نہ جانے کہاں بکھر گئے ہیں

نہ صبح نہ شام

نہ اُجالا نہ اندھیرا

خوف ہی خوف ہر طرف

اور ترقی سائنس کی

ہتھیاروں کا بیوپار

موت کی گھاٹی............

صفر سے جھانکتا آج کا میں!

●●

مناظر عاشق ہرگانوی

خیال وخواب ونگاہ ونغمہ

کا اک صفر ہے

جو شونیہ بن کر

کہیں کرن ہے کہیں نظر ہے

کہیں خبر ہے

کہیں نارنگ کونپلوں کا نگارفن ہے

کہیں چمن زار آگہی کی بہارفن ہے

حریم ناز و جمال پیکر میں رقص نغمات جاں شکن ہے

رواق اوراق گل ادا میں نگار معنی کی انجمن ہے

یہ ہے صفر ہی کا اک کرشمہ

عذار گل ہے

اسی کے دم سے ہے ضوفشانی

مہدی جعفر

صفر کیا ہے

جہاں سے آئے واپس لوٹ جاؤ

بنا دیتا ہے پتھر کو صفر کی شکل دریا

کوئی ذرہ صفر کو رولتا ہے

کوئی لمحہ صفر کو گھیرتا ہے

سر دریا صفر کی انتہا ہے

صفر کی دھن میں دنیا گھومتی ہے

روانی نور کی ہو یا کہ اجرام سماوی کی

کشش فطرت کی بیضاوی

تمام اعصاب پر حاوی

صفر تخم فلک ہے اور صفر تخم ہلاکت ہے

خلا کے رخ پہ کیوں گولے اچھالو

حیات و موت کا چکر نہ چھوٹے گا

یہ دل سستول میں دھڑکے

کہ ڈائٹول میں پھیلے
مسلسل نقل حرکت ہے
توانائی خراج ناتوانائی
نہ دو تم ضرب یا تقسیم دل کو
صفر انداز ہو جائے نہ چشم نم کا قطرہ
بنے گی شادکامی وجہ ناکامی
برابر کس طرح کر دے یہی تدبیر دنیا ہے
صفر ہے یا فضائے عالم ہو ہے
اگر کچھ ہے تو فصل رنگ و بو ہے
درون آگہی دریا لہو ہے
کرو زخم بدن سے لفظ زندہ
غموں سے چیخ کا پید انظارہ
سر حرف بیاں رقصاں شرارے
صفر کو چیر ڈالو
کرو بالا
تم اپنی ذات کی نوکیں

●●
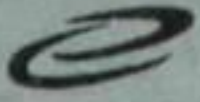
میر شاہ نواز شاہین

صفر ہی صفر
زمین بھی صفر
ہوا آدم سے
سلسلہ ایک کا
دس، سو، ہزار اور
دس ہزار............
رشتے سنورنے لگے
رشتے اُجڑنے لگے
شہرِ دل میں پیوست
رشتے نہیں ترشول ہیں
سرِ جبین جس کی
قابیل کے خمیر سے نکلے
عفریت کے مہیب پیکر

حرص و طمع کے اسیر

ننگِ آدم نسل شیطانی

رقصاں ہیں فتنہ پرور

حشر سامانیوں سے جن کی

پامال ہے رشتوں کی تہذیب

آنچل دریدہ ہے ماتم کناں

بخیہ گر!

کوئی نہیں، کوئی نہیں

شہرِ دل میں پیوست

رشتے نہیں ناسور ہیں

سیلابِ مکر وریا

لہو میں بہتا ہے

مہر و وفا کے پردے میں

ظلمت کدہ ہے روشن

چاہِ یوسف ہوا ہے بے در

پھر سے عزیز کوئی

رشتے اُجاڑتا ہے

ملکِ اماں میں کوئی
رشتہ نہیں ہے سالم
سود و زیاں کے دم پر
جوشِ لہو ہے سارا
محبتوں سے عاری
مصلحتیں ہیں ساری
شہرِ فنا میں اب تو
ترشول زہر آ گئیں
اُس پر بھی چلا ہے
جی رہا تھا جو
شکم مادر میں
خدایا!
صفر سے
سلسلہ ایک کا
حشر ہی حشر ہے
منظر بدل دے
زخموں کو بھر دے

ناظم خلیلی

صفر تھا میں

صفر ہی ہوں......صفر ہی شاید رہوں!

صفر سے نکلا تھا اور

صفر ہی سے جا ملوں

صفر کیا ہے......صفر کی کیا ماہیئت ہے

صفر ہی کی شکل کے ہیں ماہ و انجم

اور خلا بھی صفر ہی ہے۔کم سے کم مجھ کو یہی لگتا ہے

اور سائنس بڑے اور ہر طرف پھیلے ہوئے سب پر

محیط

اس صفر کو پیمائشی آلات سے قابو میں میں کرنے

میں بہت ناکام ہے

اور خود یہ جہد اکبر

ایک واضح صفر میں تبدیل ہوتی جارہی ہے

کیا کروں؟

کیوں نہ اپنے صفر کو اس صفر ہی سے متصل کر دوں
خدا واحد ہے اور وہ وحدانیت کی اک علامت ہے
یہ انگشت شہادت
کیوں نہ سب صفروں کو لے کر اس اُلوہی ایک کی
سیدھی طرف
چسپاں میں کر دوں اس طرح کچھ بن کے بامعنی
میں کل اِترا سکوں......!

نذیر فتح پوری

صفر سے چلے تھے
صفر تک ہی پہنچے
کئی ہندسے راہ میں آئے لیکن
کسی نے بھی انگلی نہ تھامی ہماری
کسی نے بھی دیکھا نہ نظر کرم سے
حسابوں کے جنگل میں بھٹکے بہت دن
بہت جمع تفریق کے کھیل کھیلے
گھٹایا بڑھایا
بڑھایا گھٹایا
مگر پھر بھی اپنے نہ کچھ ہاتھ آیا
ہر اک ہندسہ اپنا دامن بچا کر
ہمیں ضربِ احساس کا زخم دے کر
کسی اور کے زخم پر پھاہا رکھا
منافع کسی اور کے کام آیا

ہمارا مقدر تو شونیہ میں گم تھا
ہمارا مقدر تو شونیہ میں گم ہے
سفر ہے صفر کا، صفر راستہ ہے
صفر سے ہی اپنا سدا واسطہ ہے
صفر ہی سے باقی ہے پہچان اپنی
صفر ہی میں پیوست ہے جان اپنی
مگر تم سے میری گذارش ہے اتنی
صفر کو حقارت سے کیوں دیکھتے ہو
صفر کی بڑی اہمیت ہے عزیزو!
صفر دس سے مل کر اسے سو بنا دے
جو سو سے ملے تو ہزاروں میں پہنچا دے اس کو
صفر وصل کی لذتوں سے بہت آشنا ہے
جو ہو جائے واصل تو جلوہ دکھا دے
صفر کا اضافہ ہر اک ہندسے کا مقدر جگا دے
صفر کی بڑی اہمیت ہے عزیزو!
صفر کو حقارت سے کیوں دیکھتے ہو؟

●●

نصیر احمد نصیر

ادب میں بڑی
اہمیت ہے صفر کی
اکائی کی قیمت
بڑھاتا ہے یہ
ہے چھوٹا سا دھبہ
پھیل جائے تو
سمندر کو
آنکھیں دکھاتا ہے یہ
بدلتا ہے
حرفوں کی آواز کو
نئی شکل دیتا ہے
تحریر کو
صفر تیرا
درجہ بلند ہے بہت

کیوں نہ اپنے صفر کو اس صفر ہی سے متصل کردوں
خدا واحد ہے اور وہ وحدانیت کی اک علامت ہے
یہ انگشت شہادت
کیوں نہ سب صفروں کو لے کر اس اُلو ہی ایک کی
سیدھی طرف
چسپاں میں کردوں اس طرح کچھ بن کے بامعنی
میں کل اِترا سکوں......!

●●

نذیر فتح پوری

صفر سے چلے تھے
صفر تک ہی پہنچے
کئی ہندسے راہ میں آئے لیکن
کسی نے بھی انگلی نہ تھامی ہماری
کسی نے بھی دیکھا نہ نظرِ کرم سے
حسابوں کے جنگل میں بھٹکے بہت دن
بہت جمع تفریق کے کھیل کھیلے
گھٹایا بڑھایا
بڑھایا گھٹایا
مگر پھر بھی اپنے نہ کچھ ہاتھ آیا
ہر اک ہندسہ اپنا دامن بچا کر
ہمیں ضربِ احساس کا زخم دے کر
کسی اور کے زخم پر پھاہا رکھا
منافع کسی اور کے کام آیا

ہمارا مقدر تو شونیہ میں گم تھا
ہمارا مقدر تو شونیہ میں گم ہے
سفر ہے صفر کا، صفر راستہ ہے
صفر سے ہی اپنا سدا واسطہ ہے
صفر ہی سے باقی ہے پہچان اپنی
صفر ہی میں پیوست ہے جان اپنی
مگر تم سے میری گذارش ہے اتنی
صفر کو حقارت سے کیوں دیکھتے ہو
صفر کی بڑی اہمیت ہے عزیزو!
صفر دس سے مل کر اسے سو بنا دے
جو سو سے ملے تو ہزاروں میں پہنچا دے اس کو
صفر وصل کی لذتوں سے بہت آشنا ہے
جو ہو جائے واصل تو جلوہ دکھا دے
صفر کا اضافہ ہر اک ہندسے کا مقدر جگا دے
صفر کی بڑی اہمیت ہے عزیزو!
صفر کو حقارت سے کیوں دیکھتے ہو؟

●●

نصیر احمد نصیر

ادب میں بڑی
اہمیت ہے صفر کی
اکائی کی قیمت
بڑھاتا ہے یہ
ہے چھوٹا سا دھبہ
پھیل جائے تو
سمندر کو
آنکھیں دکھاتا ہے یہ
بدلتا ہے
حرفوں کی آواز کو
نئی شکل دیتا ہے
تحریر کو
صفر تیرا
درجہ بلند ہے بہت

واجد اختر صدیقی

زندگی

اک خواب ہے

یا حقیقت ہے

یا کوئی فسانہ

زندگی کچھ تو ہے

یا کچھ بھی نہیں

درد ہے، کرب ہے، اور لاجواب خوشیاں

جب زندگی کچھ نہیں

تو پھر یہ احساس کی وادیاں

کیوں اپنے وجود کا

اعلان کر رہی ہیں

کون سمجھا ہے اس حقیقت کو

کون بجھائے گا اس پہیلی کو

کون سمجھائے اس فسانے کو

عقل کہتی ہے زندگی صفر ہے

لاحاصل ہے

اور لایعنی

پر دل یہ کہتا ہے

نہ سمجھو اس کو بے مایہ

جب حقیقت اُس کی

ہوگی واشگاف

عقل ہو جائے گی حیران

دیکھ کر کرامتیں زندگی کی اور

جب صفر زندگی کا

ہوتا ہے لازوال

●●

وحیدانجم

صفر کی کیا ہے قیمت؟

کیا حقیقت؟

کہیں کچھ بھی نہیں

اور......کہیں ہے بیش قیمت!

صفر کا ہے موجد

آریا بھٹ......ہندوستانی

صفر تو نیوٹرل (Nuetral) ہے

علم ریاضی میں

صفر منفی صفر..........حاصل صفر

صفر مثبت صفر..........حاصل صفر

صفر کو ضرب دو

گر صفر سے

تو ہے حاصل صفر

صفر تقسیم......صفر

ہوا حاصل صفر

صفر تو نیوٹرل ہے......!

لکھو چاہے......صفر

صفر صفر..................

صفر صفر صفر..................

ایک سے دس تک

یا پھر دس سے بھی آگے تک

تو حاصل کیا ہے اس کا

بس صفر..................!!

کہا ہے گیانیوں نے خوب

یہ صورت ہے صفر

ظاہر صفر

عابد صفر...... زاہد صفر

سراپا جسم انسانی صفر

یہ دنیا ہے مخنث

اس کا حاصل ہے صفر!!

عدد ہے روح، عدد سیرت

عدد ...... حسنِ ازل

عدد ہی عشق اور عاشق

یہ عرفانی ، یہ نورانی ، یہ لافانی

عدد کے دائیں جانب ہو صفر تو

بس .... صفر

عدد کے بائیں جانب ہو صفر تو معتبر

بے کراں ...... بیش قیمت

صفر کچھ ہے نہیں

صفر ہے بیش قیمت

●●

وہاب دانش

توازن کی خواہش، بڑا جرم ہے
آج کی اتھلی پتھلی زمیں پر
قدم ڈولتے ڈگمگاتے
پریشان روحوں کے اس کارواں سے
نہ منزل ہو جس کی، نہ کچھ ابتدائے سفر کا نشاں
سر پہ کالا دھواں
لاٹ کے جنگل میں پھنسی سانس
کب اپنی انگلی چھڑا لے
کسے ہے پتہ؟
ایسے عالم میں
جو ایک خالی صفر سا تنا
سر پہ حاوی ہے
کیوں میرے خوابوں کو TAPE آزمائی کا دکھ دے رہے ہو؟

تو ازن کو اگلے زمانے کی دستار پر

سبز کلغی تھا جو

آج Research کا مسئلہ ہے

مجھے صرف اتنا بتا دو کہ آگے کی ساری زمینیں

ہوائیں، فضائیں، خلائیں

بلاؤں

اپنی استلاؤں سے خالی ملیں گی

●●

صفر ضرب صفر

(کتابیں اور رسائل)

اختر یوسف	کہرا کہرا دھوپ
اسد ثنائی	شہر جاں کی سرحدیں
اسلم مرزا	گیلے پتوں کی مسکان
اقبال خسرو قادری	سیمیا
امیر حسن	اک الف بیش
انل ٹھکر	صفر ضرب صفر
انور سلیم	پرہوا کے
انور سلیم	درِ سحاب
پرتپال سنگھ بیتاب	پیش خیمہ
حمید سہروردی	شش جہت آگ
خلیل مامون	لسان: فلسفے کے آئینے میں
دلیپ م مالوی پروفیسر طلعت عزیز	صفر کی کہانی
رزاق اثر	شعر و سنگ
رفیعہ شبنم عابدی	نئی گھٹائیں اُتر رہی ہیں
رفیق سوداگر	لفظوں کی مہک
رؤف خلش	شاخِ زیتون

ساحل احمد	شعری ادب
سلیم شہزاد	دعا: پرمنتر
ستیہ پال آنند	میری منتخب نظمیں
شاہ حسین نہری	شب آہنگ
شائستہ یوسف	سونی پرچھائیاں
شہنشاہ مرزا	سنگ لرزاں
صادق	نظمیں غزلیں گردآلود
عارف خورشید	دائرہ در دائرہ زندگی
عبدالاحد ساز	سرگوشیاں زمانوں کی
کلام حیدری	صفر
کیرو	علم الاعداد
لطف الرحمٰن	صنم آشنا
محمد سراج الدین	سو عظیم مسلم سائنس داں
محمد سیف الدین ملا	آؤ حساب سیکھیں
مصحف اقبال توصیفی	گمان کا صحرا

(رسائل اور اخبارات)

آئندہ کراچی محمود واجد شمارہ ۲۷ راگست تمبر۲۰۰۲ء

بادبان کراچی ناصر بغدادی، جنوری۱۹۹۹ء تا مارچ ۲۰۰۰ء

جامعہ دہلی، شمیم حنفی ، اکتوبر، نومبر، دسمبر۱۹۹۶ء

مباحثہ پٹنہ ، وہاب اشرفی، شمارہ (۲۵۔۲۶) جولائی تا دسمبر۲۰۰۶ء

شاعر ممبئی ، افتخار امام صدیقی، جنوری ۲۰۰۸ء

تیر نیم کش، مراد آباد، مدیر ڈاکٹر عارف حسن خان

اُردو اسٹیج، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر

معیار دہلی، ترتیب شاہد ماہلی، مدیر اعزازی، صادق مدیر نشاط شاہد ۱۹۸۰ء

ماہنامہ تحریر نو پنویل مدیر ظہیر انصاری جلد۳ شمارہ (۱۰)

سہ ماہی ذہن جدید (۳۳) دہلی مدیر زبیر رضوی، ستمبر۲۰۰۱ء تا فروری۲۰۰۲ء

ماہنامہ اچھا ساتھی سرکڑہ ضلع، بجنور سائنس نمبر مدیر سراج الدین ندوی، نومبر، دسمبر۱۹۹۶ء

روزنامہ اعتماد حیدرآباد اوراق ادب مرتب ڈاکٹر محسن جلگانوی مئی ۲۰۰۸ء

روزنامہ کے بی این ٹائمز گلبرگہ، ادب نما، مرتب ڈاکٹر انیس صدیقی، ۲۵ رفروری ۲۰۰۸ء

روزنامہ کے بی این ٹائمز گلبرگہ، ادب نما، مرتب ڈاکٹر انیس صدیقی، ۲۳ رمارچ ۲۰۰۹ء

روزنامہ کے بی این ٹائمز گلبرگہ، ادب نما، مرتب ڈاکٹر انیس صدیقی، ۲۹ رمارچ ۲۰۱۰ء

اظہاریے
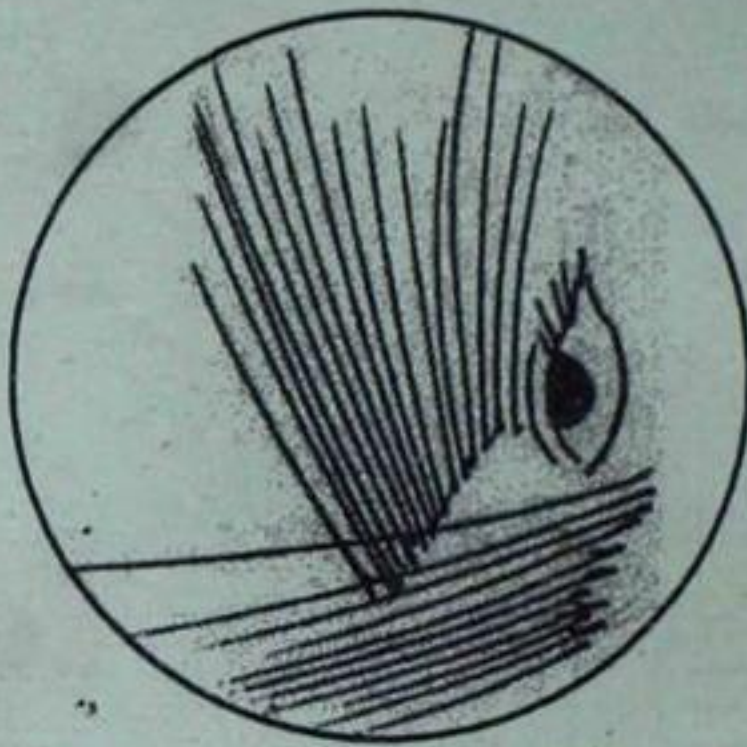
انتخاب کار

صادق کرمانی

غضنفر اقبال

لکھ رہا ہوں ایک نظم تمہارے لیے

تمہاری خوبصورت مسکراہٹ کے نام

لکھنے پڑھنے کی خو

آگے بڑھنے کی انتھک جستجو

اپنے معصوم جذبوں کو

سچ کر دکھانے کے خواب

صفر سے بھی آگے

بہت آگے

جانے کے نام

لکھ رہا ہوں ایک نظم تمہارے لیے

● صادق کرمانی

● نئے افسانہ نگاروں کا سمت نما

ڈاکٹر غضنفر اقبال کی کتاب

"اُردو افسانہ ۱۹۸۰ء کے بعد" (تجزیہ و تنقید)

کرناٹک اردو اکاڈمی بنگلور کے مالی تعاون سے اشاعت پذیر

اتر پردیش اردو اکاڈمی لکھنؤ اور بہار اُردو اکاڈمی پٹنہ سے انعام یافتہ

● جناب جوگندر پال......دہلی

ڈاکٹر غضنفر اقبال ادھر اُردو افسانے کی شاہراہوں پر بڑے وثوق و اطمینان سے پاؤں پاؤں چل کر اپنے زمانے کی مانوس بھیڑ تک آپہنچا ہے اور نہایت تپاک اور اپنائیت سے اپنے ہم عصر کہانی کاروں سے کچھ اس طرح مصافحہ کر رہا ہے گویا ان سے بالمشافہ ملنے سے پہلے ہی وہ ہر ایک سے بھر پور ملاقاتیں کر چکا ہو۔ اپنے محبوب مصنفین سے اصل ملاقات تو کتابوں میں ہی ہو پاتی ہے۔ غضنفر اقبال کی تحریر گواہی دیتی ہے کہ وہ ایک نمائندہ نئے کہانی کاروں کو بہ خوبی اور بہ تفصیل پڑھ چکا ہے اور بجا طور پر خود کو یہ حق دے رہا ہے کہ آپ کو بھی ان سے ملوائے۔

● پروفیسر گوپی چند نارنگ...... دہلی

یہ معلوم ہو کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ پروفیسر حمید سہروردی صاحب کے فرزند دلبند ہیں۔
چند ماہ پہلے اُردو افسانہ 1980 کے بعد موصول ہوئی ۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اس موضوع پر توجہ
کی۔ آیندہ بھی اسی طرح کا کام کرتے رہیں۔ آپ کو اپنے والد صاحب محترم کی روایت کو بھی آگے بڑھا
نا ہے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ جب کبھی بھی دہلی آنا ہو ضرور مطلع فرمایئے گا۔

● جناب شمس الرحمٰن فاروقی............الہ آباد

آپ کی کتاب اُردو افسانہ 1980 کے بعد ملی۔ شکریہ۔ حسن صورت کے لحاظ سے کتاب
ایسی ہے کہ بالکل کسی مغربی ملک کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ آپ کا انداز نگارش بھی سادہ اور دل نشین
ہے۔ آپ نے میرا ذکر کر کے مجھے احسان مند کیا۔ دوسری بات جو مجھے کہنی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے جن
افسانہ نگاروں کو اپنے اظہار خیال کیلئے منتخب کیا ہے ان میں سے اکثر بہت معمولی افسانہ نگار ہیں لیکن آپ
نے ان پر اتنی ہی سنجیدہ توجہ صرف کی ہے جتنی کہ واقعی اچھے افسانہ نگاروں پر۔ بہرحال، مجموعی حیثیت سے
یہ کوشش لائق تحسین ہے۔ حمید سہروردی صاحب کو سلام کہیں۔

● پروفیسر حامدی کاشمیری......سری نگر

آپ کی کتاب اُردو افسانہ 1980 کے بعد ملی۔ اس خوبصورت تحفے کیلئے شکریہ۔ یہ دیکھ کر
خوشی ہوئی کہ آپ نے گزشتہ بیس پچیس برسوں میں لکھے گئے افسانوں کے بارے میں تنقید و تحقیق کا
وافر مواد جمع کیا ہے اور اسی سے خوب استفادہ کیا ہے۔

● پروفیسر قمر رئیس

اُردو افسانہ 1980 کے بعد کا ایک نسخہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔ سرسری نظر ڈالی۔ شاید آپ کا
Ph.D کا مقالہ ہے نسبتہً نو عمر اور معاصر افسانہ نگاروں کے فنی خال و خد کو آپ نے خاصی ذہانت سے

پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہی کیا کم ہے کہ آپ نے جرات کر کے اپنے معاصرین کو پرکھا اور ان کی منفرد فنی اسلوب کو سمجھا۔ یہ سلسلہ ضرور آگے بڑھے گا۔ برادر حمید سہروردی کو سلام کہیے ان سے میری آشنائی کی عمر آپ کی عمر سے زیادہ ہے۔

● پروفیسر فضیل جعفری......ممبئی

آپ کی کتاب اُردو افسانہ 1980 کے بعد ملی۔ آپ کی محنت کی داد دیتا ہوں۔ ہاں چھوٹی موٹی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ تنقید کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو دوست اور دشمن، خاص طور سے دوست کو بھول جانا چاہئے۔

● پروفیسر وارث علوی......احمد آباد

تمہاری کتاب ملی۔ شکریہ اس موضوع پر ناقدانہ جائزے کی ضرورت بھی تھی۔ البتہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ ہر افسانہ نگار پر جامع اور معروضی طریقہ پر لکھا جاتا۔ تکنیک اور بیانیہ کی الگ بحث میں بکھراؤ پیدا ہو گیا۔ بہر حال پہلی کاوش ہے۔ مبارک باد قبول فرمائیے۔

● پروفیسر عتیق اللہ......دہلی

ڈاکٹر غضنفر اقبال نے 1980 کے بعد ابھرنے والے افسانہ نگاروں کو مابعد جدید قرار دیا ہے۔ دراصل عصری ادب پر قلم اٹھانے کے معنی اپنے لیے بہت سے خطرات کو دعوت دیتے ہیں۔
غضنفر اقبال نے 1980 کے بعد کی سماجی و تہذیبی صورت حال کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ نئے افسانہ نگاروں کو جو نیا تناظر ملا ہے وہ مسائل کی ایک مختلف نوعیت رکھتا ہے۔

● جناب مہدی جعفر......الہ آباد

غضنفر اقبال اپنی کتاب اردو افسانہ 1980 کے بعد ہاتھ میں لئے سب کو چونکاتے ہوئے اردو تنقید کی دنیا میں نظر آتے ہیں۔ غضنفر اقبال کے یہاں نہ رٹی رٹائی سماجی تاریخ ہے جسے نئی تاریخیت کے نام سے پیوست کر دیا جائے اور نہ پھانکا ہوا 'مشرقی اور مغربی جغرافیائی فلسفہ'...... یہاں تو تنقید کے خیال سے نارو جنت کو جھانکنے کی کوشش ملتی ہے جو احسن کوشش ہے۔

● ڈاکٹر نظام صدیقی......الہ آباد

آپ کی ترقی پسندیت شکن اور جدیدیت افگن معنی خیز کتاب نہایت توجہ انگیز اور ارتکاز افروز ہے۔ آپ نے نئے مابعد جدید سیاق کے اصول حقیقت سے جڑنے کی قابل قدر اور قابل فخر کوشش کی ہے خدا آپ کے ناقابل تسخیر عزم اور اعتماد کو نئے عہد کی تخلقیت سے ہم آہنگ اور ہم نور کرے۔ تقلیدی تحریروں کا پہاڑ کھڑا کر دینا تو آسان ہے لیکن رائی بھر تخلقیت آفریں تنقیدی ادب کی تخلیق جنہیں آپ کی تنقید میں تخلیق کی چاشنی خیال افروز ہے۔

● جناب بشر نواز......اورنگ آباد

اُردو افسانہ 1980 کے بعد محنت اور ذمہ داری سے لکھی گئی کتاب ہے۔ تم نے اپنے موضوع کی چھٹیوں جہتوں کا احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مقامی اور علاقائی فن کاروں پر زیادہ توجہ دی ہے۔ یہ بڑی بات نہیں بلکہ میرے حساب سے ضروری ہے فہرست تنقید نہیں لیکن اپنی بات کے ثبوت میں کچھ نمونے تو پیش کرنے پڑتے ہیں نقاد کے ذوق اور ایمان داری کی آزمائش یہیں ہوتی ہے۔ خوشی ہے کہ تم اس آزمائش میں بڑی حد تک کھرے نکلے۔

● جناب یوسف ناظم......ممبئی

آپ کی بیش قیمت (قیمت کے لحاظ سے نہیں بلکہ کیت کے لحاظ سے) موصول ہوئی۔آپ نے مجھے یاد کیا حیرت سے زیادہ مسرت ہوئی اور مجھے محسوس ہوا اب بھی تندرست اور توانا ہوں۔کیا تعجب تفصیل سے بھی کچھ لکھ سکوں۔

● ڈاکٹر اکرام باگ......گلبرگہ

ڈاکٹر غضنفر اقبال کی تصنیف مابعد جدید افسانے کے سلسلے میں ایک اہم ماخذ ثابت ہو گی اور میرے نزدیک یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

●

اردو دنیا کا اپنی نوعیت کا رسالہ اردو بک ریویو نئی دہلی

کے اداریوں پر مبنی

ڈاکٹر غضنفر اقبال کی کتاب

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے

● جناب جوگیندر پال......دہلی

آپ کی کتاب اُردو ریویو کے اداریے اور تجزیے ملی۔ شکریہ۔ میں نے اسے بڑی دلچسپی سے پڑھا ہے اور خوش ہوں کہ آپ ہمہ وقت اچھے کاموں میں جٹے رہتے ہیں۔

● پروفیسر ابوالکلام قاسمی......علی گڑھ

ڈاکٹر غضنفر اقبال کو اردو زبان وادب سے شغف ورثے میں ملا ہے۔ وہ اردو کے استاذ ہیں اور اردو وہ صحافت سے یکساں دلچسپی رکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ اطمینان بخش بات یہ ہے کہ غضنفر اقبال کو میڈیا سے بالعموم اور ادبی صحافت سے بالخصوص گہری دلچسپی ہے۔ زیر نظر کتاب یوں تو ایک ایسے رسالے کے اداریوں اور تبصروں پر مبنی ہے جس کو گذشتہ برسوں میں خاصی پذیرائی ملی ہے تاہم اس رسالے (اردو بک ریویو) نے اپنا اعتبار بھی قائم کیا ہے۔ غضنفر اقبال نے اس رسالے کا انتخاب اس کے معیار، سنجیدگی اور وقار کے باعث کیا ہے۔ یہ بات کوئی بھی شخص آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ ان گنت ادبی رسالوں میں سے صرف یہی رسالہ مابہ الامتیاز خصوصیات کے باعث ترجیحی قرار پایا۔ اس سوال کا وافر جواب غضنفر اقبال کے حرفِ اول میں موجود ہے۔

● پروفیسر علی احمد فاطمی......الہ آباد

آپ کی کتاب اُردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے ملی۔ شکریہ، اچھا کیا کہ بکھری ہوئی چیزوں کو جمع کر دیا۔ یہ کتاب یقیناً مفید ہوگی۔ مبارک باد قبول کیجئے۔

● جناب حامد اکمل......گلبرگہ

ڈاکٹر غضنفر اقبال نے عارف اقبال کے اداریوں کے انتخاب اور تجزیے کے ساتھ ان کو مرتب کر کے قابل تحسین کام کیا ہے۔ ان اداریوں کے ایک ساتھ مطالعہ کی اپنی الگ اہمیت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عارف اقبال کی صدائے بیداری، صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوگی۔

● جناب شاہد عزیز......اودے پور

تمہارے ایک اور تحفہ اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے، تمہاری محبت اور تمہارے اخلاص کے ساتھ مجھے مل گیا ہے۔ کسی رسالے کی اداریوں پر اس طرح توجہ دینا ایک نظریہ کو ادب میں جنم دینے کے مترادف ہے۔ تم نے بہت مختصر طور پر بہت اچھے تجزیے کیے ہیں۔

● ڈاکٹر شافع قدوائی......علی گڑھ

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے موصول ہوئی۔ عارف اقبال کے اداریے اردو صحافت کی عام روش سے ایک خوش گوار نقطہ انحراف کی خبر دیتے ہیں۔ ہر چند کہ آپ نے اداریوں کے تجزیے میں گہری بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔ تلخیص کو تجزیے کی اساس بنانا زیادہ سود مند محسوس ہوتا۔ آپ کی کتاب کے حوالے سے اداریہ نگاری پر بڑی اچھی بحث ہو سکتی ہے۔

● جناب رفیق جعفر (پونا)

ڈاکٹر غضنفر اقبال کا نیا کام ''اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے'' ایک پڑاؤ ہے۔ ڈاکٹر غضنفر اقبال کے ذہن کی اپج ہے کہ انھوں نے اداریوں کے تجزیے کر دیے ہیں۔

یہ ایک نیا کام ہو گیا۔ ہو سکتا ہے اس کی بھی تقلید ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے خود ڈاکٹر غضنفر اقبال آئندہ کسی رسالے یا اخبار کے اداریوں پر تجزیے لکھیں۔ یہ سلسلہ اگر چل پڑے تو سارا کریڈٹ ڈاکٹر غضنفر اقبال کو ہی جائے گا۔

● جناب عبدالاحد ساز...... ممبئی

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے کی عنایت کیلئے شکر گزار ہوں آپ نے اداریوں کا انتخاب جس سیاق و موضوع کے تحت کیا ہے وہ خوب ہے۔ آپ ژوف نگاہی، احوال آشنائی اور ارتکازِ نگاہ پر دال ہے۔

● جناب اسلم مرزا...... اورنگ آباد

آپ کی تازہ کتاب اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے کی ایک جلد ملی مجموعی طور پر مجھے آپ کا یہ کام بھی بہت پسند آیا۔ اس کی ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں ہے۔ محمد عارف اقبال واقعی اس داد تحسین کے حق دار ہیں۔

● جناب جاوید ندیم (ممبئی)

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے ملی۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ مجھے آپ کی اس کاوش سے مسرت و طمانیت ہوئی کہ آپ اپنے آپ کو علمی و ادبی کاموں میں مصروف رکھے ہوئے ہیں آپ کی فعالیت کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اردو کو ایک جہاں سپاہی مل گیا ہے جس میں مستقبل کا

سالار بننے کی پوری صلاحیت ہے۔ اللہ آپ کے سفر کو آسان بنائے۔

● ڈاکٹر احمد صغیر (گیا)

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے موصول ہوئی۔ شکریہ آپ نے ایک ایسے رسالے کا انتخاب کیا ہے جو نہ کسی گروہ کا قائل ہے نہ کسی ازم کا بلکہ یہ کہا جائے کہ اردو میں یہ واحد رسالہ ہے۔ آپ نے ایک اچھا کام کیا ہے اس کے لیے مبارکباد۔

● ڈاکٹر سید شاہ رشاد عثمانی (بھٹکل، کرناٹک)

اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے ملی۔ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ آپ نے جو بھی لکھا ہے ، خلوص اور دلچسپی کے ساتھ، اس کتاب سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اردو صحافت سے آپ کو فطری مناسبت ہے، شعر و ادب کا ذوق تو آپ کو ورثہ میں ملا ہے زبان پر قدرت ہے، نثر اچھی اور رواں لکھتے ہیں قلم کو مانجھے رہیے، ابھی اس سے بہت کام لینا ہے۔

پروفیسر حمید سہروردی کے افسانوں کی تفہیم اور تجزیے کے لیے

ڈاکٹر غضنفر اقبال کی کتاب

حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ

● پروفیسر لطف الرحمان...... پٹنہ

ڈاکٹر غضنفر اقبال کی کتاب...... حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ ہفتہ عشرہ قبل نواز ہوئی۔ آپ کے فکر وفن کے تعلق سے گراں قدر پیش کش ہے۔ اسکا انتساب بھی بے حد موزوں ہے۔ جو گندر پال یقیناً فکشن کا ایک عہد ہی نہیں اپنی ذات میں فکشن ہیں۔

عصمت جاوید، حامدی کاشمیری، عتیق اللہ، مہدی جعفری، بیگ احساس، سلیم شہزاد، حامد اکمل، معین الدین جینا بڑے، جبار جمیل وغیرہ نے خلوص اور انفرادیت کے ساتھ قلم کا ذہن ادا کیا ہے۔ ویسے دیگر تجزیاتی مطالعے بھی قابل قدر ہیں۔ غضنفر اقبال کی محنت مشکور ہوئی ہے۔ وہ شوق اور محنت سے کام کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔ امید ہے، بہت آگے جائیں گے۔

● جناب طاہر نقوی...... کراچی

ڈاکٹر غضنفر اقبال نے حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ کو ترتیب دے کر نہ صرف اپنے والد سے فرماں برداری کا ثبوت دیا ہے بلکہ اردو ادب کے لیے اہم فریضہ انجام دیا ہے اس کتاب کی ترتیب آرائش اور پیش کش میں سلیقہ نظر آتا ہے۔ یہ اضافی وصف ہے۔ اس کی داد ملنی چاہیئے۔

● پروفیسر اختر یوسف...... رانچی

حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ مل گئی۔ بہت عمدہ شاندار اور تاب ناک کام تم نے کیا ہے۔ ہر لحاظ سے کتاب بے حد خوب صورت ہے۔

● جناب سلام بن رزاق......ممبئی

تمہاری کتاب حمید سہرودی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ ملی۔ شکریہ۔ کتاب بے حد خوبصورت چھپی ہے تمہارے فنِ ترتیب نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگادیے ہیں کتاب پڑھ رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ حمید سہروردی کے فن اور شخصیت کو سمجھنے میں یہ کتاب سنگ میل ثابت ہوئی۔

● ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی...... بھاگل پور

کتاب حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ ملی۔ شکریہ اور بہت بہت مبارک باد قبول کریں۔ کتاب ہر لحاظ سے معیاری اور معلوماتی ہے۔ سبھی تجزیہ نگار مبارک باد کے مستحق ہیں۔ فنی نکات اجاگر کرنے میں کسی نے تعلق کو راہ نہیں دی ہے اسی لئے معنوی وصف ابھر کر سامنے آیا ہے اور متنوع مظاہر کی وابستگی سامنے آئی ہے۔ حمید سہروردی کے افسانے ہمہ گیریت رکھتے ہیں داخلیت اور خارجیت کے مظاہر کی انفرادیت رکھنے والے ان کے افسانے رنگارنگی کے آمیزہ سے وجود میں آتے ہیں اس لیے بھی تجزیہ نگاروں نے وسیع کینوس میں صورت گری کی ہے اور افسانے کی روح تک پہنچ کر ندرت کی تلاش کی ہے یہ کتاب مجھے بے حد پسند آئی ہے آپ کی محنت اور انفرادیت کی داد ملے گی۔ میں نے اس کتاب میں اپنی کمی محسوس کی۔

● ڈاکٹر سید احمد قادری...... گیا

حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ ترتیب دے کر آپ نے یقینی طور پر بڑا اہم ادبی فریضہ ادا کیا ہے۔ ساتویں دہائی کے افسانہ نگاروں میں حمید سہروردی کا نام سرفہرست ہے، انھوں نے اپنی بے پناہ افسانوی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے اور افسانوی ادب کو کئی شاہ کار اور یادگار افسانے دیئے ہیں۔ آپ کی ترتیب کردہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی اور بے حد اہم کتاب ہے۔

● جناب یٰسین احمد...... حیدر آباد

حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ کی ترتیب و انتخاب میں ڈاکٹر غضنفر اقبال کی کاوش قابل تعریف ہے۔ وہ نوجوان ہیں، باشعور اور تعلیم یافتہ ہیں۔ فعال اور متحرک ہیں، انھوں نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز گھر سے کیا ہے، جو ایک خوش آئند بات ہے اور فطرت کا عین تقاضہ بھی...... غضنفر اقبال کی اقبال مندی ہے کہ اُن کو زرخیز زمین ملی ہے۔

● ڈاکٹر محمود شیخ...... جبل پور

کتاب حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ' موصول ہوئی شکریہ! حمید سہروردی کے افسانے جذباتی ہجرت کا ایک ایسا المیہ پیش کرتے ہیں جس نے انسان کو اپنے باطن میں تنہا کر دیا۔ وہ بار بار ان کو اجتماعیت کی طرف واپس آنے کی تلقین کرتے ہیں تاکہ اسے اس تہذیبی کرب سے نجات حاصل ہو سکے۔ جو اس کا پیدا کردہ بھی نہیں ہے۔ نفس کے بے آب و گیاہ صحرا میں تشنگی اور انتشار نے انسانی شخصیت کی تابناکیوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ حمید سہروردی انسان کو نفس کی غلامی سے آزاد اشرف المخلوقات کی شکل میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ یہی ان کے افسانوں کا فکری اور نظریاتی امتیاز ہے جو انہیں اپنے عمروں میں ممتاز کرتا ہے۔ کتاب کی ترتیب و تزئین عمدہ ہے مستقبل کو آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

● جناب معین الدین عثمانی (جلگاؤں)

حمید سہروردی کا تجزیاتی مطالعہ کتاب صوری اور معنوی اعتبار معیاری ہی نہیں قابل مطالعہ بھی ہے۔ آپ کا اشاعت کا انداز بھی نرالہ اور دلچسپ ہے۔

● جناب اطہر معز......گلبرگہ

نوجوان ادیب ڈاکٹر غضنفر اقبال نے اس کتاب کو مرتب کر کے ادب کی ایک اہم صنف افسانہ اور اس کی اہمیت پر بالراست سہی روشنی تو ڈالی ہے مگر ساتھ ہی انہوں نے ستر کی دہائی کے اہم افسانہ نگار پروفیسر حمید سہروردی کے فن کی تفہیم کو آسان اور سہل انداز میں پیش کرتے ہوئے افسانے پر اپنی گہری نظر ہونے کا اعلان کیا ہے۔

شناخت

نام : محمد غضنفر اقبال سہروردی

قلمی نام : غضنفر اقبال

والدین : پروفیسر حمید سہروردی، محترمہ سعیدہ قمر سلطانہ

تاریخ پیدائش : ۱۷ر مارچ ۱۹۷۸ء (گلبرگہ، کرناٹک)

تعلیم : ایم اے، پی ایچ ڈی (اردو)، پی جی ڈی ایم ٹی یو (صحافت)

مصروفیت : تدریس اور ادبی صحافت

مطبوعات :

- اردو افسانہ ۱۹۸۰ء کے بعد (۲۰۰۶ء)
- اردو بک ریویو کے اداریے اور تجزیے (۲۰۰۶ء)
- حمید سہروردی کے افسانوں کا تجزیاتی مطالعہ (۲۰۰۷ء)

مرتب کردہ کتابیں :

- گلوبل انفارمیشن (انگریزی) (۱۹۹۹ء)

(جناب آصف درویش اور جناب زبیر حسینی کے اشتراک سے)

- خاک کے پردے سے (۲۰۰۷ء)

(امجد علی فیض مرحوم کے خاکے وتبصرے) جناب صادق کرمانی کی شراکت سے

متوقع تصانیف :

- صفر بارِ دوش (صفر پر نظمیں) ۲۰۱۰ء
- معنیٔ مضموں (مضامین)
- ان کہی باتیں (انٹرویوز)
- تفہیم افسانہ (افسانوں کے تجزیے)
- حمید سہروردی کی نظمیہ شاعری: ایک تجزیہ

رابطہ

Dr.Ghazanfar Iqbal
"Saiban" Zubair colony
Hagarga cross ,Ring Road
GULBARGA 585104,(Krnataka)INIDA
Cell:09945015964

Sifr Bar-e-Dosh

Compilation & Research

DR. GHAZANFAR IQBAL